توبہ کی اہمیت، فضائل، شرائط، اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں
توبہ کرنے والوں کے واقعات پر مشتمل تالیف

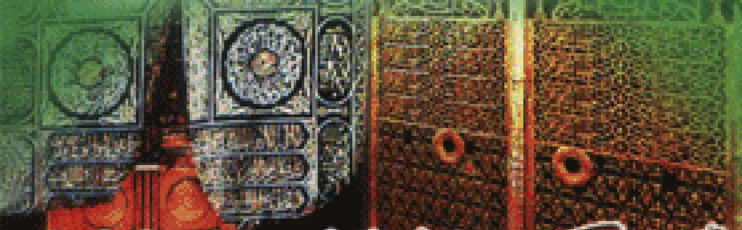

توبہ کی روایات و حکایات

اس کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے......

- توبہ کی ضرورت
- توبہ کے فضائل کی روایات
- توبہ کی راہ میں حائل رکاوٹیں اور ان کا حل
- سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟
- توبہ کی شرائط
- توبہ کرنے والوں کے تقریباً 54 واقعات

شعبہ اصلاحی کتب
المدینۃ العلمیۃ
دعوتِ اسلامی

مکتبۃ المدینہ

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ کراچی، پاکستان۔ فون: 921389-90-91
شہید مسجد کھارادر، باب المدینہ کراچی، پاکستان۔ فون: 2314045-2203311 فیکس 201479
nail: maktaba@dawateislami.net / www.dawateislami.net

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

تاریخ: ۷ذوالحجہ۱۴۲۶ھ   حوالہ: ۱۲۱

تصدیق نامہ

الحمدللّٰہ رب العلمین والصّلوٰۃُ والسّلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

توبہ کی روایات و حکایات

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) پرمجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرثانی کی کوشش کی گئی ہے۔

مجلس نے اسے عقائد،کفریہ عبارات،اخلاقیات،فقہی مسائل اورعربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذِمّہ مجلس پر نہیں۔

مجلس

تفتیشِ کتب و رسائل

08 - 01 - 06

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ط

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

المدینة العلمیه

از۔ بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرتِ علاّمه

مولانا ابوبلال محمّد الیاس عطّار قادری رَضَوی دامت برکاتهم العالیه

الحمدللّٰه علیٰ اِحْسانِه و بِفَضْلِ رسُولِه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک 'دعوتِ اسلامی' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دُنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے۔ ان تمام اُمور کو بحسن خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس 'المدینة العلمیه' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھالیا ہے۔ اس کے مُندرجہ ذیل پانچ شعبے ہیں:

١۔ شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ

٢۔ شعبۂ درسی کتب

٣۔ شعبۂ اصلاحی کتب

٤۔ شعبۂ تراجمِ کتب

٥۔ شعبۂ تفتیشِ کتب

'المدینة العلمیه' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجدِّدِ دین وملّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر وبرکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوُسعٰی سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعت مَدَنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دِلائیں۔

اللّٰہ عزّ وجلّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بشُمُول ''المدینة العلمیه'' کو دِن گیارھویں اور رات بارھویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بِجاہِ النّبی الْاَمین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

رَمضان المبارَک ١٤٢٥ھ

پیشِ لفظ

الحمدللہ عزّوجل! دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ کی جانب سے ایک فکر انگیز کتاب 'توبہ کی رِوایات وحکایات' آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔اس میں پہلے پہل توبہ کی ضرورت کا بیان ہے، پھر توبہ کی اہمیت وفضائل مذکور ہیں۔اس کے بعد تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ سچی توبہ کس طرح کی جاسکتی ہے؟ اور آخر میں توبہ کرنے والوں کے 54 واقعات بھی نقل کئے گئے ہیں۔اُمّیدِ واثق ہے کہ یہ کتاب اِصلاحی کتب میں بہترین اِضافہ مقصور ہوگی، اِن شاءَاللہ عزّوجل

اس کتاب کومرتب کرنے کی سعادت المدینۃ العلمیۃ کے شعبۂ اِصلاحی کتب نے حاصل کی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں 'اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش' کرنے کے لئے مَدَنی اِنعامات پر عمل اور مَدَنی قافِلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دِن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

شعبہ اصلاحی کتب (المدینۃ العلمیۃ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

پیارے اسلامی بھائیو! ایسے پُرفتن حالات میں کہ ارتکابِ گناہ بے حد آسان اور نیکی کرنا بے حد مشکل ہو چکا ہو اور نفس وشیطان ہاتھ دھو کر انسان کے پیچھے پڑے ہوں، انسان کا گناہوں سے بچنا بے حد دُشوار ہے۔ لیکن یادر کھئے! گناہوں کا انجام ہلاکت ورُسوائی کے سوا کچھ نہیں، لہٰذا اس سے پہلے کہ پیامِ اجل آن پہنچے اور ہم اپنے عزیز واقرباء کوروتا چھوڑ کر اور دُنیا کی رونقوں سے مُنہ موڑ کر، قبر کے ہولناک اور تاریک گڑھے میں ہزاروں مُردوں کے درمیان تنہا سوئیں، ہمیں چاہئے کہ ان گناہوں سے چھٹکارے کی کوئی تدبیر کریں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے پروردگار عزَّ وجلّ کی بارگاہ میں سچّی توبہ کریں کیونکہ سچی توبہ ایسی چیز ہے جو ہر قسم کے گناہ کو انسان کے نامۂ اعمال سے دھوڈالتی ہے جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے: وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ترجمۂ کنزالایمان: ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔'' (پ۲۵، الشوریٰ: ۲۵)

سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ ''یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔'' (السنن الکبریٰ، کتاب الشھادات، باب شھادۃ القاذف، رقم ۲۰۵۶۱، ج۱۰، ص۲۵۹)

جبکہ حضرتِ سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''اے ابنِ آدم! تو نے جب بھی مجھے پکارا اور مجھ سے رجوع کیا، میں نے تیرے گناہوں کی بخشش کر دی اور مجھے اس کی پرواہ نہیں اور اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے مغفِرت طلب کرے، تو میں تیری بخشش کردوں گا اور میری ذات بے نیاز ہے۔ اے ابن آدم! اگر تیری مجھ سے ملاقات اس حالت میں ہو کہ تیرے گناہ پوری زمین کو گھیر لیں، لیکن تو نے شرک کا ارتکاب نہ کیا ہو تو میں تیرے گناہوں کو بخش دوں گا۔'' (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل التوبہ والاسغفار، رقم ۳۵۵۱، ج۵، ص۳۱۸)

اور حضرتِ سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اللہ عزَّ وجلّ لکھنے والے فِرشتوں کو اس کے گناہ بھلا دیتا ہے، اسی طرح اس کے اعضاء (یعنی ہاتھ پاؤں) کو بھی بھلا دیتا ہے اور اس کے زمین پر نشانات بھی مٹا ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دِن جب وہ اللہ عزَّ وجلّ سے ملے گا تو اللہ عزَّ وجلّ کی طرف سے اس کے گناہ پر کوئی گواہ نہ ہوگا۔ (الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزھد، باب الترغیب فی التوبۃ، رقم ۱۷، ج۴، ص۴۸)

پیارے اسلامی بھائیو! توبہ کی اہمیت کے پیشِ نظر سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اکابرینِ اُمت رضی اللہ عنہم نے بھی کے بارے میں ترغیبی کلام ارشاد فرمایا ہے، چند روایات ملاحظہ ہوں:

1﴾ حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ 'اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، بے شک میں بھی دِن میں سو مرتبہ اِستغفار کرتا ہوں۔' (صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء والتوبۃ والاسغفار، باب اسحباب الاسغفار والاستکثار منہ، رقم ۲۷۰۲، ص ۱۴۴۹)

2﴾ حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا بے شک اللہ عزوجل اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے زِیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی ہلاکت خیز پتھریلی زمین پر پڑاؤ کرے اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہو پھر وہ سر رکھ کر سو جائے پھر جب بیدار ہو تو اسکی سواری جا چکی ہو تو وہ اسے تلاش کرے یہاں تک کہ گرمی اور شدتِ پیاس یا جس کی وجہ سے اللہ عزوجل چاہے پریشان ہو کر کہے کہ میں اسی جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سو رہا تھا پھر سو جاتا ہوں یہاں تک کہ مر جاؤں پھر وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر مرنے کے لئے سو جائے پھر جب بیدار ہو تو اس کے پاس اس کی سواری موجود ہو اور اس پر اس کا توشہ بھی موجود ہو تو اللہ عزوجل مومن بندے کی توبہ پر اس شخص کے اپنی سواری کے لوٹنے پر خوش ہونے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بھا، رقم ۲۷۴۴، ص ۱۴۶۸)

3﴾ حضرتِ سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، 'سارے انسان خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں، جو توبہ کر لیتے ہیں۔' (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبہ، رقم ۴۲۵۱، ج۴، ص ۴۹۱)

4﴾ حضرتِ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ 'جس نے استغفار کو لازم پکڑ لیا، تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام مشکلوں میں آسانی، ہر غم سے آزادی اور بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔' (سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، رقم ۱۵۱۸، ج ۲، ص ۱۲۲)

5﴾ حضرتِ سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک لوہے کی طرح دِلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے اور اس کی جلاء (یعنی صفائی) طلبِ مغفرت ہے۔' (مجمع البحرین، کتاب التوبۃ، باب الاستغفار جلاء القلوب، رقم ۴۷۳۹، ج۴، ص ۲۷۲)

6﴾ حضرتِ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ’’مومن کی اور ایمان کی مثال اپنی کھونٹی (کلہ) کے ساتھ بندھے ہوئے گھوڑے کی طرح ہے (یعنی گویا مومن کے دِل میں ایمان بندھا ہوا ہے) کہ گھوڑا کبھی اُچھلتا کودتا ہے، پھر اپنی کھونٹی کے پاس لوٹ آتا ہے۔ چنانچہ مومن بھی کبھی بھول چوک سے (گناہ) کر بیٹھتا ہے پھر لوٹ آتا ہے (یعنی توبہ کرلیتا ہے) تو تم اپنے کھانے پرہیز گاروں کو کھلایا کرو اور نیکی کے کام اہل ایمان کے ساتھ کیا کرو۔‘‘ (شرح السنّة، كتاب البر والصلة، باب الجليس الصلاح......الخ، رقم ۳۳۷۹، ج۶، ص ۳۶۹)

7﴾ ایک آدمی نے حضرتِ سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک آدمی نے گناہ کیا، کیا اس کی توبہ کی کوئی صورت ہے؟ حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مُنہ دوسری طرف کرلیا۔ پھر دوبارہ اِدھر توجہ کی تو ان کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں۔ فرمایا، ’’جنّت کے آٹھ دروازے ہیں، سب کھلتے اور بند ہوتے ہیں، سوائے توبہ کے، اس لیے کہ توبہ کے دروازے پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو بند نہیں ہوتا، اس لیے نیک عمل کرو اور مایوس نہ ہو۔‘‘ (مكاشفة القلوب، الباب السابع عشر في بيان الامانة والتوبة، ص ۶۱،۶۲)

7﴾ شیخ فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ’’ربّ تعالٰی نے ایک پیغمبر کو حکم دیا کہ گنہگاروں کو بشارت دے دو کہ اگر وہ توبہ کریں گے تو میں قبول کروں گا اور میرے دوستوں کو یہ وعید سناؤ (یعنی اس بات سے ڈراؤ) کہ اگر میں ان کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آؤں تو سب کو سزا دوں (یعنی سب مستحقِ سزا ہوں گے)۔ (کیمیائے سعادت، رکن چهار، مجحیات، اصل اوّل قبول توبه، ج ۲، ص ۷۶۳)

8﴾ شیخ طلق بن حبیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ عزوجل کے حقوق بندوں پر اس قدر ہیں کہ ان کا ادا کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا چاہیے کہ ہر بندے جب اُٹھے تو توبہ کرے اور رات کو توبہ کر کے سوئے۔‘‘ (کیمیائے سعادت، رکن چهار، منجیات، اصل اول قبول توبه، ج ۲، ص ۷۶۳)

توبہ کے فضائل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تائب ہونے والے خوش نصیب کو گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ دیگر فضائل بھی حاصل ہوں گے جن میں سے چند یہ ہیں:

1 **فلاح و کامرانی کا حصول**: ربّ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَ تُوبوا اِلَی اللّٰہ جمِیعاً ایّہ الْمومنونَ لعلکُم تُفلِحون

ترجمۂ کنزالایمان: اوراللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس اُمّید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ۱۸، النور: ۳۱)

2 **توبہ کرنے والا اللہ عزوجل کا محبوب**: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

انّ اللّٰہ یُحبّ التّوابِین

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو۔ (پ۲، البقرۃ: ۲۲۲)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا،

انّ اللّٰہ یُحِبّ التّوابیْن و یحبّ الْمُتطھّرِین

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (پ۲، البقرہ: ۲۲۲)

3 **توبہ کرنے والا رَحمت الٰہی کا مستحق**: اللہ عزوجل فرماتا ہے،

انّما التّوبَۃ علَی اللّٰہ لِلّذِین یعمَلون السّوءَ بجھالَۃٍ ثمّ یتوبونَ مِنْ قَریب فاولٰٓئِک یتُوب اللّٰہ علیھِم ط وَکانَ اللّٰہُ عَلِیماً حَکیُماً

ترجمہ کنزالایمان: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے بُرائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں ایسوں پر اللہ اپنی رَحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (پ۴، النساء: ۱۷)

اور فرماتا ہے،

فَمن تابَ من م بَعْدِ ظُلمِہٖ وَ اَصْلح فاِنّ اللّٰہَ یتُوب عَلیہ ط (پ۶، المآئدہ: ۳۹)

ترجمہ کنزالایمان: تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ اپنی مہر سے اس پر رجوع فرمائے گا۔

4﴾ **برائیوں کا نیکیوں میں تبدیل ہونا** : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۔

ترجمہ کنزالایمان : مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۹، الفرقان: ۷۰)

5﴾ **دُخولِ جنّت کا انعام** : اللہ عزّوجل فرماتا ہے،

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ یُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ ۙ

ترجمہ کنزالایمان : اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے تمہارا ربّ تمہاری بُرائیاں تم سے اُتار دے اور تمہیں باغ میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔ (پ ۲۸، التحریم: ۸)

ایک اور مقام پر ہے:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا ۔

ترجمہ کنزالایمان : مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنّت میں جائیں اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔ (پ ۱۶، مریم: ۶۰)

6﴾ **عذاب جہنّم سے رہائی** : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَ قِہِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ رَبَّنَا

ترجمہ کنزالایمان : وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے ربّ ہمارے تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے اے ہمارے ربّ۔ (پ ۲۴، المؤمن: ۷،۸)

توبہ میں تاخیر کی وجوہات اور ان کا حل

پیارے اسلامی بھائیو ! توبہ کی تمام تر اہمیت اور فضائل کے باوجود بعض بدنصیب نفس وشیطان کے بہکاوے میں آکر توبہ کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔اس کی چند وجوہات اوران کا حل پیشِ خدمت ہے۔

پہلی وجہ   گناھوں کے انجام سے غافل رھنا

کے انجام سے غافل ہونا بھی توبہ کی راہ میں رُکاوٹ بن جاتا ہے۔شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہے جبکہ اس کی نفسانی خواہشات کا نتیجہ فوری طور پر اس کے سامنے آجاتا ہے اور یہ انسان کا فطری تقاضا ہے کہ یہ تاخیر سے وقوع پذیر ہونے والی چیز کی نسبت فوری طور پر حاصل ہونے والی شے کی طرف بہت جلد متوجہ ہوتا ہے۔ مثلاً زِنا کرنے والا اس سے فوری طور پر حاصل ہونے والی لذّت کی طرف مائل ہوجاتا ہے اوراُس کی اُخروی سزا کے بارے میں سوچنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتا۔

اس کا حل ایسا شخص غور کرے کہ اگر چہ یہ عذابات میری نگاہوں سے اوجھل سہی لیکن ہیں تو یقینی، کتنے ہے دُنیاوی فوائد ایسے ہیں جنہیں میں مستقبل میں ہونے والے نقصان کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں مثلاً کوئی غیر مسلم ڈاکٹر یہ کہہ دے کہ تمہیں دِل کا مرض ہے لہٰذا چکنائی والی چیز مثلاً پراٹھا،سموسے، پکوڑے وغیرہ کھانا بالکل ترک کردو، ورنہ تمہاری تکلیف میں اِضافہ ہوجائے گا تو میں محض ایک ڈاکٹر کی بات پر اعتبار کرکے آئندہ نقصان سے بچنے کے لئے ان اشیاء کو ان کی تمام تر لذت کے باوجود چھوڑ دیتا ہوں تو کیا یہ نادانی نہیں ہے کہ میں نے ایک بندے کے ڈرانے پر اپنی لذتوں کو چھوڑ دیا لیکن تمام کائنات کے خالق عزّوجل کے وعدۂ عذاب کو سچا جانتے ہوئے اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو ترک نہیں کرتا۔اس انداز سے غوروفکر کرنے کی بَرَکت سے مذکورہ رُکاوٹ دُور ہوجائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔اِن شاءَاللہ عزّوجل

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ   'یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ   'میں اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

دوسری وجہ — دل پر گناہوں کی لذّت کا غلبہ

بعض اوقات انسان کے دِل ودماغ پر مختلف گناہوں مثلاً زِنا، شراب نوشی، بدنگاہی، نامحرم عورتوں سے ہنسی مذاق، فلم بینی وغیرہ کی لذت کا اس قدر غلبہ ہوجاتا ہے کہ وہ ان گناہوں کو چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ان گناہوں کے بغیر اسے اپنی زِندگی بہت اُداس اور وِیران محسوس ہوتی ہے، یوں وہ توبہ سے محروم رہتا ہے۔

اس کا حل اس قسم کی صورتِ حال سے دوچار شخص اس طرح سوچ وبچار کرے کہ جب میں زِندگی کے مختصر اَیام میں ان لذتوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لذتوں (یعنی جنّت کی نعمتوں) سے محرومی کیسے گوارہ کروں گا؟ جب میں صبر کی آزمائش برداشت نہیں کرسکتا تو نارِ جہنم کی تکلیف کس طرح برداشت کروں گا؟ ان گناہوں میں لذت یقیناً ہے لیکن ان کا انجام طویل غم کا سبب ہے، جیسا کہ کسی بُزرگ نے ارشاد فرمایا: ' کبھی لذت کی وجہ سے گناہ نہ کرو کہ لذت جاتی رہے گی لیکن گناہ تمہارے ذِمے باقی رہ جائے گا اور کبھی مشقت کی وجہ سے نیکی کو ترک نہ کرو کہ مشقت کا اثر ختم ہوجائے گا لیکن نیکی تمہارے نامۂ اعمال میں محفوظ رہے گی۔'

اِن شاءَ اللہ عزوجل اس انداز سے غور وفکر کرنے کی برکت سے مذکرہ رُکاوٹ دُور ہوجائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ جب ایسا شخص نیکیوں کی وجہ سے حاصل ہونے والے سکونِ قلب کو ملاحظہ کرے گا تو گناہوں کی لذت کو بھول جائے گا جیسا کہ ایک شخص جسے دال بڑی پسند تھی اور وہ کسی دوسرے کھانے حتّٰی کہ گوشت کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا۔اس کا دوست اسے مرغی کھانے کی دعوت دیتا لیکن وہ یہ کہہ کر اس دعوت کو ٹھکرا دیتا کہ اس دال میں جو لذت ہے کسی اور کھانے میں کہاں؟ آخرکار ایک دِن جب اس کے دوست نے اسے مرغی کھانے کی دعوت دی تو اس نے سوچا کہ آج مرغی بھی کھا کر دیکھ لیتے ہیں کہ اس کا ذائقہ کیسا ہے اور مرغی کھانے لگا۔ جب اس نے پہلا لقمہ مُنہ میں رکھا تو اسے اتنی لذت محسوس ہوئی کہ اپنی پسندیدہ دال کو بھول گیا اور کہنے لگا: 'ہٹاؤ اس دال کو، اب میں مرغی ہی کھایا کروں گا۔' بلاتشبیہ جب تک کوئی شخص محض گناہوں کی لذت میں مبتلاء اور نیکیوں کے سکون سے ناآشنا ہوتا ہے، اسے یہ گناہ ہی رونقِ زِندگی محسوس ہوتے ہیں لیکن جب اسے نیکیوں کا نور حاصل ہوجاتا ہے تو وہ گناہوں کی لذت کو بھول جاتا ہے اور نیکیوں کے ذَرِیعے سکونِ قلب کا متلاشی ہوجاتا ہے۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ — 'یعنی اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ — 'میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

تیسری وجہ **طویل عرصہ زِندہ رہنے کی اُمّید**

توبہ میں تاخیر کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ نفس وشیطان اس طرح انسان کا ذِہن بناتے ہیں کہ ابھی تو عمر پڑی ہے بعد میں توبہ کرلینا......یا......ابھی تم جوان ہو بڑھاپے میں توبہ کرلینا......یا......نوکری سے ریٹائر ہونے کے بعد توبہ کرلینا۔ چُنانچہ یہ 'عقل مند' نفس وشیطان کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے توبہ سے محروم رہتا ہے۔

اس کا حل ﴾ ایسے شخص کو اس طرح غور کرنا چاہئے کہ جب موت کا آنا یقینی ہے اور مجھے اپنی موت کے آنے کا وَقت بھی معلوم نہیں تو توبہ جیسی سعادت کو کل پر موقوف کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ جس گناہ کو چھوڑنے پر آج میرا نفس تیار نہیں ہورہا کل اس کی عادت پختہ ہوجانے پر میں اس سے اپنا دامن کس طرح بچاؤں گا؟ اور اس بات کی بھی کیا ضمانت ہے کہ میں بڑھاپے میں پہنچ جاؤں گا یا نوکری سے ریٹائر ہونے تک میں زِندہ رہوں گا؟ حدیث میں ہے کہ 'توبہ میں تاخیر کرنے سے بچو کیونکہ موت اچانک آجاتی ہے۔' (الترغیب والترھیب، کتاب التوبة والزھد، باب الترغیب فی التوبة......الخ، رقم۱۸، ج۴، ص۴۸)

پھر موت تو کسی خاص عمر کی پابند نہیں ہے، بچہ ہو یا بوڑھا، جوان ہو یا اُدھیڑ عمر یہ بلا امتیاز سب کو زِندگی کی رونقوں کے بیچ سے اُٹھا کر قبر کے گڑھے میں پہنچا دیتی ہے، یہ وہ ہے کہ جب اِس کے آنے کا وَقت آجائے تو کوئی خوشی یا غم، کوئی مصروفیت یا کسی قسم کے ادھورے کام اس کی راہ میں رُکاوٹ نہیں بن سکتے، ایک دِن مجھے بھی موت آئے گی اور مجھے زیرِ زمین دفن ہونا پڑے گا، اگر میں بغیر توبہ کے مر گیا تو مجھے کتنی حسرت وندامت کا سامنا کرنا پڑے گا، ابھی مہلت میسّر ہے لہٰذا مجھے فوراً توبہ کرلینی چاہئے۔ اس انداز سے غور وفکر کرنے کی برکت سے مذکورہ رکاوٹ دُور ہوجائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ اِن شاءَ اللہ عزَّوجل

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ 'یعنی اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ 'میں اللہ عزَّوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

چوتھی وجہ رَحمتِ الٰہی کے بارے میں دھوکے کا شکار ہونا

ہمارے معاشرے میں اس قسم کے لوگ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں کہ جب انہیں گناہوں سے توبہ کی ترغیب دی جائے تو اس قسم کے جملے بول کر لاجواب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ 'اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے، ہمیں اس کی رحمت پر بھروسا ہے، وہ ہمیں عذاب نہیں دے گا' اور توبہ پر آمادہ نہیں ہوتے۔

اس کا حل ایسوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رحیم و کریم ہونے میں کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ہوسکتا لیکن جس طرح یہ دونوں اس کی صفات ہیں اسی طرح قہار اور جبار ہونا بھی ربّ عزَّوجل کی صفات ہیں اور یہ بات بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ کچھ نہ کچھ مسلمان جہنم میں بھی جائیں گے تو اب آپ ہی بتائیے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ مسلمان تو غضبِ اِلٰہی عزَّوجل کا شکار ہوں اور جہنم میں جائیں لیکن آپ پر رحمتِ الٰہی عزَّوجل کی چھما چھم برسات ہو اور آپ کو داخلِ جنّت کیا جائے؟ اِس سلسلے میں ہمارے اکابرین کا طرزِ عمل ملاحظہ ہو:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، 'اگر آواز دی جائے کہ ایک شخص کے سوا سب جہنم میں چلے جائیں تو مجھے اُمّید ہے کہ وہ (یعنی جہنم میں نہ جانے والا) شخص میں ہوں گا اور اگر اعلان کیا جائے کہ ایک آدمی کے علاوہ سب جنّت میں داخل ہوجائیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ (یعنی جنّت میں داخلے سے محروم رہ جانے والا) میں نہ ہوں۔' (حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المھاجرین، رقم ۱۴۲، ج ۱، ص ۸۹)

امیر المؤمنین سیّدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا، 'اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف رکھو کہ تمہیں گمان ہونے لگے کہ اگر تم تمام اہلِ زمین کی نیکیاں اس کی بارگاہ میں پیش کرو تو وہ انہیں قبول نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے ایسی اُمّید رکھو کہ تم سمجھو کہ اگر سب اہلِ زمین کی بُرائیاں لے کر اس کی بارگاہ میں جاؤ گے تو بھی تمہیں بخش دے گا۔' (احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، باب بیان ان الافضل ھو غلبۃ الخوف......الخ، ج ۴، ص ۲۰۲)

دِیانت داری سے سوچئے کہ رحمتِ الٰہی عزَّوجل پر اس قدر یقین کا اِظہار کہیں سامنے والے کو خاموش کروانے کے لئے تو نہیں ہے؟ اگر آپ کا یقین اتنا ہی کامل ہے تو کیا آپ اپنا تمام مال و دولت، گھر بار غریبوں میں تقسیم کرنے کے بعد اس بات کے منتظر ہونے کو تیار ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رَحمت کے صَدَقے آپ کو زمین میں مدفون خزانے کا پتا بتادے گا......یا......ڈاکوؤں کی آمد کی اِطلاع ہونے پر آپ اپنے گھر میں موجود تمام روپیہ اور زیورات یہ سوچ کر صحن میں ڈھیر کردینے کی ہمت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ڈاکوؤں کو اس کی طرف سے غافل کردے گا یا انہیں اندھا کردے گا اور اس طرح آپ لُٹ جانے سے محفوظ رہیں گے؟ اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہو تو اب آپ کا یقین کامل کہاں رُخصت ہوگیا؟ خدارا! نفس و شیطان کے دھوکے سے اپنی جان چھڑائیے کہ گناہ کرکے توبہ کئے بغیر مغفرت کا اُمّید وار بننے والے کو حدیثِ نبوی میں احمق قرار دیا گیا ہے، چنانچہ

سرورِدوعالم، نورِمجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، 'سمجھدار وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور آخرت کی بہتری کیلئے نیکیاں کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے اِنعامِ آخرت کی اُمید رکھے۔ (المسند احمد بن حنبل، حدیث شداد بن اوس، رقم ۱۷۱۲۳، ج۶، ص۷۸)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا، 'تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کے حلم و بردباری سے دھوکہ میں نہ پڑ جائے، جنّت و دوزخ تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زِیادہ قریب ہے، پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ، وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۔ ترجمہ کنزالایمان : توجو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر بُرائی کرے اسے دیکھے گا۔' (پ۳۰، الزلزال: ۸،۷) ...... (الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزھد، باب الترغیب فی التوبۃ......الخ، ۱۸، ج۴، ص۴۸)

اُمیدِ واثق ہے کہ اس نہج پر سوچنے کی برکت سے بہت جلد توبہ کی توفیق مل جائے گی، اِن شاءَ اللہ عزوجل

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ 'یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ 'میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

پانچویں وجہ بعد توبہ استقامت نہ ملنے کا خوف

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں کہ بعدِ توبہ گناہوں سے بچ پائیں گے یا نہیں؟ اس لئے توبہ کرنے کا کیا فائدہ؟

اس کا حل ﴿ یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ آپ کو کیا معلوم کہ توبہ کرنے کے بعد آپ زِندہ رہیں گے یا نہیں؟ ہوسکتا ہے کہ توبہ کرتے ہی موت آجائے اور گناہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ وقتِ توبہ آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا پختہ اِرادہ ہونا ضروری ہے، گناہوں سے بچنے پر استقامت دینے والی ذات تو ربّ العالمین کی ہے۔ اگر ارتکاب گناہ سے محفوظ رہنا نہ بھی نصیب ہوا تو بھی کم از کم گزشتہ گناہوں سے جان تو چھوٹ جائے گی اور سابقہ گناہوں کا معاف ہوجانا معمولی بات نہیں۔ اگر بعدِ توبہ گناہ ہو بھی جائے تو دوبارہ پُرخلوص توبہ کر لینی چاہئے کہ ہوسکتا ہے یہی آخری توبہ ہو اور اسی پر دُنیا سے جانا نصیب ہو۔

حضرتِ سیّدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، 'شیطان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہا، 'اے میرے ربّ! مجھے تیری عزّت وجلال کی قسم! جب تک بندوں کے جسموں میں روح باقی ہے، میں انہیں بہکاتا رہوں گا۔' اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا، 'مجھے اپنی عزّت وجلال اور بلند مقام کی قسم! میں ہمیشہ اس وقت تک ان کی مغفرت کرتا رہوں گا، جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے۔' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، رقم

۱۱۲۳، ج۴، ص۵۸) اور حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ 'جب کوئی بندہ گناہ کرلیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ 'اے مولا! میں نے گناہ کرلیا، مجھے معاف کردے۔' تو اللہ عزّ وجل فرماتا ہے، 'میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی ربّ عزّ وجل ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی لیتا ہے، (اے فرشتو! گواہ ہوجاؤ کہ) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جتنا ربّ عزّ وجل چاہتا ہے بندہ ٹھہرا رہتا ہے اس کے بعد پھر کوئی گناہ کرلیتا ہے، پھر عرض کرتا ہے، 'یا الٰہی عزّ وجل! میں نے پھر گناہ کرلیا، بخش دے۔' تو ربِّ کریم عزّ وجل فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی ربّ عزّ وجل ہے جو گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے اور معاف بھی کردیتا ہے، (اے فرشتو! گواہ رہنا کہ) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔' پھر جتنا ربّ عزّ وجل چاہے وہ بندہ ٹھہرا رہتا ہے اور پھر مزید گناہ کر بیٹھتا ہے اور دوبارہ عرض کرتا ہے، 'یاربّ کریم عزّ وجل! مجھے معاف کردے۔' تو ربّ عزّ وجل فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی ربّ ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ (اے فرشتو! گواہ ہوجاؤ کہ) میں نے اپنے بندے کی بخشش فرمادی، اب جو چاہے کرے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، رقم ۷۵۰۷، ج۴، ص۵۷۵)

اس انداز سے غور وفکر کرنے کی برکت سے مذکورہ رُکاوٹ دُور ہوجائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی، اِن شاءاللہ عزّ وجل

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ 'یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ 'میں اللہ عزّ وجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

چھٹی وجہ کثرتِ گناہ کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہوجانا

بعض لوگ بدقسمتی سے طویل عرصے تک بڑے بڑے گناہوں مثلاً چوری، قتل، ڈاکے، دہشت گردی وغیرہ میں مبتلاء رہتے ہیں۔ شیطان ان کے دِل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے گناہوں کے بعد تجھے معافی نہیں ملنے والی...... یا...... اب تیری بخشش ہونا مشکل ہے۔ علمِ دین سے محروم یہ افراد مایوسی کا شکار ہوکر گناہوں پر مزید دَلیر ہوجاتے ہیں اور توبہ سے محروم رہتے ہیں۔

اس کا حل ایسے بھائیوں سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، 'لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ 'ترجمہ کنزالایمان: اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔' (پ۲۴، الزمر: ۵۳)

رَحمتِ خداوندی کس طرح اپنے امیدوار کو آغوش میں لیتی ہے، اس کا اندازہ درجِ ذیل رِوایات سے لگایئے......

مکّی مَدَنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، 'حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زِیادہ مہربان ہے، جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔' (صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة اللّٰه تعالیٰ، رقم ۲۷۵۴، ص ۱۴۷۲)

نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، ننانوے رحمتیں اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دُنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے۔ ساری مخلوق کے دِل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شفقت و محبت اپنے بچے پر اور جانوروں کی اپنے بچے پر مامتا، اسی رحمت کے باعث ہے۔ قیامت کے دِن ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا اور ہر رحمت آسمان و زمین کے طبقات کے برابر ہوگی اور اس روز سوائے ازلی بدبخت کے اور کوئی تباہ نہ ہوگا۔'' (کنز العمال، کتاب التوبۃ، رقم ۱۰۴۰۰، ۴، ص ۱۰۷)

حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو جہنم سے باہر لایا جائے گا۔ حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، ''جو عذاب تم نے دیکھا وہ تمہارے ہی عملوں کے سبب سے تھا، میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں۔'' پھر ان کو دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک شخص جلدی جلدی دوزخ کی طرف جائے گا اور کہتا جائے گا کہ 'میں گناہوں کے بوجھ سے اتنا ڈر گیا ہوں کہ اب اس حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کرسکتا۔'

اور دوسرا کہے گا کہ 'یا الٰہی عزوجل! میں نیک گمان رکھتا تھا اور مجھے اُمّید تھی کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد، دوبارہ دوزخ میں ڈالنا، تیری رَحمت گوارا نہ کرے گی۔' تب اللہ تعالیٰ کی رَحمت جوش میں آئے گی اور ان دونوں کو جنّت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ (ترمذی، کتاب صفۃ الجھنّم، جلد۴، ص ۲۶۹ بتغیر)

پیارے اسلامی بھائیو! انسان سے چاہے کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہو جائیں لیکن جب وہ نادم ہو کر توبہ کے لئے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں حاضر ہو جائے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں چنانچہ حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ''اگر تم گناہ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تب بھی اللہ عزوجل تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔'' (سنن ابن ماجہ، کتاب التوبۃ، باب ذکر التوبہ، رقم ۴۲۴۸، ج۴، ص ۴۹۰)

جبکہ حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تک بندے کی روح حلقوم تک نہ پہنچ جائے اللہ عزوجل بندے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، رقم ۴۲۵۳، ج۴، ص ۴۹۲)

حضرتِ سیّدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ''تم سے پہلے ایک شخص نے ننانوے قتل کئے تھے۔ جب اس نے اہلِ زمین میں سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو اسے ایک راہب کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور اس سے کہا، 'میں نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟' راہب نے کہا، 'نہیں۔' اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور سو کا عدد پورا کر لیا۔ پھر اس نے اہلِ زمین میں سب سے بڑے عالم کے بارے میں سوال کیا تو اسے ایک عالم کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے اس عالم سے کہا، 'میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میرے لئے

توبہ کی کوئی صورت ہے؟' اس نے کہا، 'ہاں! اللہ عزوجل اور توبہ کے درمیان کیا چیز رُکاوٹ بن سکتی ہے؟ فلاں فلاں علاقہ کی طرف جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہیں ان کے ساتھ مل کر اللہ عزوجل کی عبادت کرو اور اپنے علاقہ کی طرف واپس نہ آنا کیونکہ یہ بُرائی کی سرزمین ہے۔' وہ قاتل اس علاقہ کی طرف چل دیا جب وہ آدھے راستے میں پہنچا تو اسے موت آگئی۔ رحمت اور عذاب کے فرِشتے اس کے بارے میں بحث کرنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے، 'یہ توبہ کے دِلی اِرادے سے اللہ عزوجل کی طرف آیا تھا۔' اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ تو اس کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا اور انہوں نے اسے ثالث مقرر کرلیا۔ اس فرشتے نے ان سے کہا، 'دونوں طرف کی زمینوں کو ناپ لو، یہ جس زمین کے قریب ہوگا اسی کا حق دار ہے۔' جب زمین ناپی گئی تو اس زمین کے قریب تھا جس کے اِرادے سے وہ اپنے شہر سے نکلا تھا تو رحمت کے فرشتے اسے لے گئے۔' (کتاب التوابین، توبة من قتل مائة نفس، ص ٨٥)

اُمّید ہے ان سطور کے مطالعے کے بعد مذکورہ اسلامی بھائی بھی توبہ کرنے کی سعادت پالیں گے۔ اِن شاءَ اللہ عزوجل

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ 'یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ 'میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

ساتویں وجہ بُری صحبت میں مبتلاء ہونا

بعض بھائیوں کا اُٹھنا بیٹھنا ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو 'ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے' کے مصداق ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگ نہ خود گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے دوستوں میں سے کسی کو توبہ کی طرف مائل ہونے دیتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی ان کی 'محفل' سے غیر حاضری کر کے کسی دِینی محفل میں شرکت کے لئے چلا جائے اور دوسرے دِن انہیں نیکی کی دعوت پیش کرے تو اس کا خوب مذاق اُڑاتے ہیں۔

اس کا حل پیارے اسلامی بھائیو! ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، پیارے آقا، مکی مَدَنی سلطان، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی طرف اِشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، 'اچھے اور بُرے مصاحب کی مثال، مشک اُٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اسے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب مجالسة الصالحین......الخ، رقم ٢٦٢٨، ص ١٤١٤)

اس لئے ہمّت کر کے پہلی فرصت میں بُری صحبت سے اجتناب کریں کہ اگر ہم ایسے افراد کی صحبت اختیار کئے رہیں گے جو ارتکابِ گناہ میں کسی قسم کی شرم محسوس نہ کریں اور ان کا مطمعِ نظر صِرف دُنیا ہو تو سچی توبہ کا نصیب ہونا محض ایک خواب ہے۔

لہٰذا نیک صحبت اختیار کریں کہ جب ہمیں ایسے اسلامی بھائیوں کی صحبت میسر آئے گی جو اپنے ہر فعل میں اللہ تعالیٰ کی گرفت کا خیال رکھنے والے ہوں اور عذابِ جہنم کے خوف کی وجہ سے ارتکابِ گناہ سے بچتے ہوں تو ہمارے اندر بھی اِن عمدہ اوصاف کا ظہور ہونا شروع ہو جائے گا۔ پھر ہم بھی جلوت وخلوت میں اللہ عزوجل سے ڈرنے والے بن جائیں گے اور یہ خوفِ خدا عزوجل ہمیں سابقہ زِندگی میں کئے ہوئے گناہوں پر توبہ کی طرف مائل کرے گا۔ اِن شاءَ اللہ عزوجل

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ ‘یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کروٗ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ ‘میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوںٗ

آٹھویں وجہ اپنے بارے میں خوش فہمی کا شکار ہونا

بعض بھائی اس خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ ہم بہت پہلے توبہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، لہٰذا ہمیں توبہ کی حاجت نہیں۔

اس کا حل ایسے بھائیوں کو چاہیے کہ آئندہ صفحات میں دی گئی توبہ کی شرائط کو پڑھیں اور اپنا محاسبہ کریں کہ کیا واقعی ہم سچی توبہ کر چکے ہیں اور کیا بعدِ توبہ ہم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اُمید ہے کہ اس محاسبے کے بعد مذکورہ اسلامی بھائی اپنے خیالات پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے توبہ کی سعادت حاصل کرلیں گے۔ اِن شاءَ اللہ عزوجل

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ ‘یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کروٗ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ ‘میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوںٗ

نویں وجہ کسی فتنے کا شکار ہونے کے سبب

بعض بھائی توبہ پر آمادہ ہونے اور بظاہر کوئی رُکاوٹ نہ ہونے کے باوجود توبہ سے محروم رہتے ہیں۔ اسکی بڑی اور خفیہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی دُنیاوی حور کی ’نام نہاد پاکیزہ محبت‘ میں مبتلاء ہو چکے ہوتے ہیں، لہٰذا انہیں اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ توبہ کرنے اور مدنی ماحول اپنانے کے بعد انہیں من پسند شے سے ہاتھ دھونے پڑیں گے، چنانچہ وہ توبہ کی خواہش کے باوجود توبہ نہیں کر پاتے۔

اس کا حل اس قسم کی آزمائش میں مبتلاء بھائیوں کو چاہیے کہ وہ وَقتی لذّت کی بجائے اس کے نقصانات مثلاً مال، وَقت اور صحت کی بربادی، خاندان کی بدنامی، نیکیوں سے محرومی اور اللہ عزوجل اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی وغیرہا پر نگاہ فرمائیں اور ایسے اعمال اختیار کریں جس سے دُنیا میں بھی عافیت نصیب ہو اور آخرت میں کامیابی ملے۔ اس آفت سے چھٹکارے کے لئے اپنے ضمیر سے یہ سوال کریں کہ جو جذبات میں کسی کی بہن یا بیٹی کے بارے میں رکھتا ہوں، اگر کوئی دوسرا میری بہن یا بیٹی کے بارے میں بھی ایسے خیالات رکھتا ہو تو کیا مجھے یہ گوارہ ہوگا؟ اس ضمن میں درج ذیل حدیثِ پاک ملاحظہ فرمائیں:

ایک نوجوان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، 'یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے زناء کی اجازت دیجئے۔' یہ سنتے ہی تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلال میں آگئے اور اسے مارنا چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ 'اسے نہ مارو۔' پھر اسے اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ سوال کیا، 'اے نوجوان! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟' اس نے عرض کی، 'میں اس کو کیسے روا رکھ سکتا ہوں؟' آپ نے ارشاد فرمایا، 'تو پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اسے کیسے روا رکھ سکتے ہیں؟' پھر آپ نے دریافت فرمایا، 'تیری بیٹی سے اگر اس طرح کیا جائے تو تُو اسے پسند کرے گا؟' 'عرض کی نہیں۔' فرمایا، 'اگر تیری بہن سے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے تو؟' اور اگر تیری خالہ سے کرے تو؟ اسی طرح آپ نے ایک ایک رشتے کے بارے میں سوال فرمایا، اور وہ یہی کہتا رہا کہ مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضامند نہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، 'یا الٰہی عزوجل! اس کے دِل کو پاک کردے، اس کی شرمگاہ کو بچالے اور اس کا گناہ بخش دے۔' اس کے بعد وہ نوجوان تمام عمر زناء سے بے زار رہا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، رقم ۲۲۲۷۴، ج۸، ص۲۸۵)

اُمید ہے کہ اس تفہیم کے بعد مذکورہ اسلامی بھائی توبہ کرنے میں دیر نہیں کریں گے۔ اِن شاءَاللہ عزوجل

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ 'یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ 'میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

دسویں وجہ دُنیاوی ترقی سے محروم ہونے کا خوف

بعض بھائی اس لئے توبہ کی سعادت حاصل نہیں کرپاتے کہ انہیں متوقع طور پر حاصل ہونے والی دُنیاوی ترقی سے محرومی کا خوف لاحق ہوتا ہے۔

اس کا حل سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، 'دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ (شعب الایمان، باب فی الزھد و قصر الامل، رقم ۱۰۵۰۱، ج۷، ص۳۳۸)

لہٰذا ایسے اسلامی بھائیوں کو غور کرنا چاہئے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا انہیں سوائے ہلاکت کے کچھ نہ دے گا۔ کیونکہ حدیث میں ہے، 'جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کرلو۔' (المسند الامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، رقم ۱۹۷۱۷، ۷، ص۱۶۵)

نیز آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کیا حیثیت ہے، اس سلسلے میں فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ ہو، 'اللہ عزوجل کی قسم! دنیا آخرت کے مقابل ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔' (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، رقم الحدیث ۵۱۵۶، ج۳، ص ۱۰۵)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ 'یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ 'میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

گیارھویں وجہ اہل خانہ کی تنقید

بعض بھائی توبہ کر کے اپنا طرزِ زندگی بدلنا چاہتے ہیں لیکن جونہی وہ کوئی عملی قدم اُٹھاتے ہیں ان کے گھر والے آڑے آجاتے ہیں اور انہیں اس طرح سمجھاتے نظر آتے ہیں کہ 'دیکھو ابھی تو تم جوان ہو، بڑھاپے میں داڑھی رکھ لینا'، 'ابھی تو تمہاری شادی بھی کرنی ہے اگر تم کسی دِینی ماحول سے وابستہ ہوگئے تو کوئی تمہیں اپنی لڑکی نہیں دے گا' وغیرہ وغیرہ۔

اس کا حل اس سلسلے میں ذراسی ہمت کی ضرورت ہے، اگر اِرادہ پختہ ہو اور نگاہ رحمتِ الٰہی پر ہو تو مشکل مراحل بھی بآسانی طے ہوجایا کرتے ہیں۔ لہٰذا گھر والوں کی تنقید سے ہرگز مت گھبرائیں اور نہ ہی ان کے ڈرانے پر خوف زدہ ہوں بلکہ ان سے اُلجھے بغیر گناہوں کو ترک کرنے اور نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اس ضمن میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاؔر قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ گھر میں مَدَنی ماحول بنانے کے مدنی پھولوں پر عمل کرنا بے حد مفید ثابت ہوگا۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ 'یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ 'میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

’گھر میں مَدَنی ماحول‘ کے پندرہ حروف کی نسبت سے 15 مدنی پھول

1﴿ گھر میں آتے جاتے بلند آواز سے سلام کریں۔

2﴿ والد یا والدہ کو آتا دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جائیں۔

3﴿ دِن میں کم از کم ایک بار اسلامی بھائی والِد صاحِب کا اور اسلامی بہنیں ماں کا ہاتھ اور پاؤں چُوما کریں۔

4﴿ والِدین کے سامنے آواز دھیمی رکھیں، ان سے آنکھیں ہرگز نہ ملائیں۔

5﴿ ان کا سونپا ہوا ہر وہ کام جو خِلافِ شرع نہ ہو فوراً کرڈالیں۔

6﴿ ماں بلکہ گھر (اور باہَر) کے ایک دِن کے بچّے کو بھی آپ کہہ کر ہی مخاطب ہوں۔

7﴿ اپنے محلّہ کی مسجد میں عشاء کی جماعت کے وَقْت سے لے کر دو گھنٹے کے اندر اندر سو جایا کریں کاش! تہجد میں آنکھ کھل جائے ورنہ کم از کم نمازِ فجر تو بآسانی (مسجد کی پہلی صف میں باجماعت) میسر آئے اور پھر کام کاج میں بھی سُستی نہ ہو۔

8﴿ گھر میں اگر نمازوں کی سستی، بے پردگی، فلموں ڈراموں اور گانے باجوں کا سلسلہ ہو تو بار بار نہ ٹوکیں، سب کو نرمی کے ساتھ سنّتوں بھرے بیانات کی کیسٹیں سنائیں، اِن شاءَ اللہ عزوجل ’مدنی‘ نتائج برآمد ہوں گے۔

9﴿ گھر میں کتنی ہی ڈانٹ بلکہ مار بھی پڑے، صبر صبر اور صبر کیجئے۔ اگر زَبان چلائیں گے تو ’مدنی ماحول‘ بننے کی اُمید نہیں بلکہ مزید بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے کہ بے جا سختی کرنے سے بسا اوقات شیطان لوگوں کو ضدی بنا دیتا ہے۔ لہٰذا غصّہ، چڑچڑاپن اور جھاڑنے وغیرہ کی عادت بالکل ختم کر دیں۔

10﴿ گھر میں روزانہ (ابواب) فیضانِ سنّت کا درس ضرور ضرور دیں یا سنیں۔

11﴿ اپنے گھر والوں کی دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے دِل سوزی کے ساتھ دعا بھی کرتے رہیں کہ دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔

12﴿ سسرال میں رہنے والیاں جہاں گھر کا ذِکر ہے وہاں سسرال اور جہاں والدین کا ذکر ہے وہاں ساس اور سسر کے ساتھ وہی حسنِ سلوک بجالائیں جبکہ کوئی مانعِ شرعی نہ ہو۔

13﴿ مسائل القرآن ص ۲۹۰ پر ہے، ہر نماز کے بعد ذیل میں دی ہوئی دعا اوّل و آخِر دُرود شریف کے ساتھ ایک بار پڑھ لیں، اِن شاءَ اللہ عزوجل بال بچے سنّتوں کے پابند بنیں گے اور گھر میں مدنی ماحول قائم ہوگا۔ (اَللّٰھُمَّ) رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ (پ ۱۹، الفرقان ۷۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ہمارے ربّ ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

14﴿ نافرمان بچّہ یا بڑا ہو تو اس کے سرہانے کھڑے ہو کر ذیل میں دی ہوئی آیات صِرف ایک بار اتنی آواز سے پڑھیں کہ اس کی آنکھ نہ کھلے۔ (مدّت 11 تا 21 دِن) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ لا فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (بلکہ وہ کمال شرف والا ہے لوحِ محفوظ میں) (البروج: ۲۱، ۲۲) (اوّل آخر، ایک مرتبہ درود شریف)

15 نیز نافرمان اولاد کو فرماں بردار بنانے کے لئے تاحصولِ مراد نمازِ فجر کے بعد آسمان کی طرف رُخ کرکے 'یَا شَہِیْدُ' ۲۱ بار پڑھیں (اوّل آخر، ایک بار درود شریف)۔

مَدَنی اِلتجا: نافرمانوں کو فرماں بردار بنانے کے لیے اَوراد شروع کرنے سے قبل سیّدنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ایصالِ ثواب کے لیے ۲۵ روپے کی دِینی کتابیں تقسیم کردیں۔

بارھویں وجہ شرم و جھجھک

کچھ بھائی ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی توبہ کی راہ میں مذکورہ رکاوٹوں میں سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی لیکن وہ پھر بھی یہ سوچ کر توبہ سے محروم رہتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد جب میرا اندازِ زندگی تبدیل ہوگا مثلاً میں نمازیں قضا کردیا کرتا تھا مگر بعدِ توبہ پانچ وَقت مسجد کا رُخ کرتے دِکھائی دوں گا، پہلے میں شیوڈ تھا بعدِ توبہ میرے چہرے پر سنّتِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعنی داڑھی شریف سجی ہوئی نظر آئے گی، پہلے میں خلافِ سنت لباس زیبِ تن کرتا تھا مگر بعدِ توبہ میرے بدن پر سنّت کے مطابق لباس دِکھائی دے گا، علیٰ ھذا القیاس......تو لوگ مجھے عجیب نگاہوں سے دیکھیں گے اور مجھے شرم محسوس ہوگی۔

اس کا حل اس قسم کے 'شرمیلے بھائیوں' کی خدمت میں عرض ہے کہ یقیناً یقیناً یہ بھی شیطانی وسوسہ ہے۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ آج ان لوگوں کی پرواہ کرتے ہوئے اگر آپ نیکی کے راستے پر چلنے سے کتراتے رہے اور سنّتوں سے مُنہ موڑتے رہے لیکن کل جب قِیامت کے دِن ساری مخلوق کے سامنے اپنا نامۂ اعمال پڑھ کر سنانا پڑے گا اور اگر اس میں گناہ ہی گناہ ہوئے تو کس قدر شرم آئے گی۔ لہٰذا آخرت میں شرمندہ ہونے سے بچنے کے لئے دُنیا کی عارضی شرم و جھجھک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فوراً توبہ کی سعادت حاصل کرلینی چاہئے۔ اللہ تعالٰی ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النّبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ 'یعنی اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں توبہ کرو'

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ 'میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں'

سچی توبہ کسے کہتے ہیں ؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! یاد رکھئے کہ ٹھنڈی آہیں بھرنے......یا......اپنے گالوں پر چپت مارنے......یا...... اپنے ناک اور کانوں پر ہاتھ لگانے ......یا......اپنی زبان سے دانتوں تلے دبا لینے ......یا...... سر ہلاتے ہوئے 'توبہ،توبہ،توبہ' کی گردان کرنے کا نام توبہ نہیں ہے بلکہ سچی توبہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ کسی گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جان کر اس پر نادِم ہوتے ہوئے ربّ عزّ وجل سے معافی طلب کرے اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنے کا پختہ اِرادہ کرتے ہوئے ،اس گناہ کے ازالہ کے لئے کوشش کرے ،یعنی نماز قضا کی تھی تو اب ادا بھی کرے ،چوری کی تھی یا رِشوت لی تھی تو بعدِ توبہ وہ مال اصل مالک ،یا اس کے ورثاء کو واپس کرے ،یا معاف کروالے اور ان دونوں (یعنی اصل مالک یا ورثاء) کے نہ ملنے کی صورت میں اصل مالک کی طرف سے راہِ خدا میں صَدَقہ کردے۔ **علی ھذا القیاس** (ماخوذ از فتاویٰ رَضَویہ، جلد ۱۰ ، نصف اوّل، ص ۹۷)

پیارے اسلامی بھائیو ! حضرتِ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دِن کئی توبہ کرنے والے ایسے لوگ ہوں گے جن کو گمان ہوگا کہ وہ توبہ کرنے والے ہیں ،حالانکہ وہ توبہ کرنے والے نہیں ہیں ۔یعنی توبہ کا طریقہ اختیار نہیں کیا، ندامت نہیں ہوئی ،گناہوں سے رک جانے کا عزم نہیں کیا ،جن پر ظلم کیا ہے ان سے معاف نہیں کرایا اور نہ ان کو حق دیا بشرطیکہ ممکن تھا ،البتہ جس نے کوشش کی اور ناکامی کی صورت میں اہل حقوق کے لیے استغفار کیا ،تو اُمید ہے کہ اللہ عزّ وجل اہل حقوق کو راضی کر کے اسے چھڑالے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، الباب السابع عشر فی بیان الامانۃ والتوبۃ، ص ۲۲)

توبہ کی شرائط

شرح فقہ اکبر میں ہے: مشائخ عظام نے فرمایا کہ توبہ کے تین ارکان ہیں۔ (۱) ماضی پر ندامت (۲) حال میں اس گناہ کو چھوڑ دینا (۳) اور مستقبل میں اس کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ اِرادہ۔ یہ شرائط اس وقت ہوں گی کہ جب یہ توبہ ایسے گناہوں سے ہو کہ جو توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوں جیسے شراب پینا۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی پر توبہ کی ہے جیسے نماز ،روزے اور زکوٰۃ تو ان کی توبہ یہ ہے کہ اوّلاً ان میں کمی پر نادم وشرمندہ ہو پھر اس بات کا پکا اِرادہ کرے کہ آئندہ انہیں فوت نہ کرے گا اگرچہ نماز کو اس کے وقت سے موٴخر کرنے کے ساتھ ہو پھر تمام فوت شدہ کو قضا کرے۔

اور اگر توبہ ان گناہوں پر تھی کہ جن کا تعلق بندوں سے ہے، پس اگر وہ توبہ مظالم اموال سے تھی تو یہ توبہ ان چیزوں کے ساتھ ساتھ کہ جن کو ہم حقوق اللہ میں پہلے بیان کر چکے ہیں، مال کی ذِمّہ داری سے نکلنے اور مظلوم کو راضی کرنے پر موقوف ہوگی، اس صورت کے ساتھ کہ یا تو ان سے اس مال کو حلال کروالے (یعنی معاف کروالے) یا انہیں لوٹا دے، یا (اگر وہ نہ ہوں تو) انہیں (دے کہ) جو ان کے قائم مقام ہوں جیسے وکیل یا وارث وغیرہ۔

اور قنیہ میں ہے کہ 'ایک شخص پر کچھ ایسے لوگوں کے دَین مثلاً غصب شدہ چیز، مظالم اور دیگر جرائم ہیں کہ جن کو یہ نہیں پہچانتا، تو ادائیگی کی نیت سے دیون کی مقدار مال، فقیروں پر صدقہ کرے، (پھر) اگر وہ انہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے کے بعد پائے تو ان سے معافی طلب کرے۔'

اور اگر توبہ ایسے مظالم سے ہو کہ جو اعراض (یعنی کسی کی عزت سے تعلق رکھتے) ہیں جیسے زنا کی تہمت لگانا اور غیبت، تو ان کی توبہ میں، حقوق اللہ کے سلسلے میں بیان کردہ چیزوں کے علاوہ یہ ہے کہ جن پر تہمت لگائی یا جن کی غیبت کی انہیں اس بات کی خبر دے کہ جو اس نے ان کے بارے میں کہی تھی اور (پھر) ان سے معافی طلب کرے۔ پھر اگر یہ دُشوار ہو تو اِرادہ کرے کہ جب بھی ان کو پائے گا تو معافی طلب کرے گا۔ پھر اگر یہ عاجز آجائے بایں طور کہ مظلوم مرگیا تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے مغفِرت طلب کرے اور اس کے فضل وکرم سے اُمید رکھے کہ وہ اس کے مدمقابل کو اپنے احسان کے خزانوں کے ذَرِیعے، اس سے راضی فرمادے گا، کیونکہ وہ جواد، کریم، رؤف اور رحیم ہے۔' (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، نصف اوّل، ص ۹۷)

مشائخ کرام رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق توبہ کے لئے چار اُمور کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) پہلے اس گناہ کا ارتکاب ہو چکا ہو،

(۲) اس گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سمجھ کر اس پر نادم ہو،

(۳) اسے آئندہ نہ کرنے کا پختہ اِرادہ کیا جائے......اور......

(۴) اس گناہ کی تلافی کرے۔

......ان شرائط کی تفصیل......

{1} پہلے اس گناہ کا ارتکاب ہوچکا ہو

یعنی توبہ سے ماضی میں کیئے گئے گناہ معاف ہوں گے نہ کہ زمانۂ مستقبل میں ارتکاب گناہ کی اجازت ملے گی، لہٰذا آئندہ زمانے میں گناہ کرنے کا اِرادہ رکھتے ہوئے اس پر پیشگی توبہ کرنا، پھر گناہ کرنا بہت بڑی جراُت ہے، کیا معلوم کہ انسان گناہ کرنے کے بعد توبہ کے لئے زِندہ رہے گا بھی یا نہیں؟

{2} اس گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سمجھ کر اس پر نادم ہو

توبہ گناہ کو چھوڑنے کا نام ہے اور کسی چیز کو چھوڑنا اسی وقت ممکن ہے جب اس کی پہچان ہو، لہٰذا سب سے پہلے گناہوں کی معرفت کا ہونا بے حد ضروری ہے کیونکہ جب تک بندہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھے گا اس سے توبہ کیسے کرے گا؟ گناہوں کی معرفت کے لئے سیّدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ کی تصنیف لطیف **احیاء العلوم** اور علامہ شمس الدین ذہبی علیہ الرحمۃ کی تالیف **کتاب الکبائر**، مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب **جہنّم میں لے جانے والے اعمال** اور **رَسائلِ امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی** کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

نیز توبہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کسی گناہ کو اس لئے چھوڑے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کے خوف یا طبعی نقصان کی وجہ سے کسی گناہ کو ترک کیا مثلاً جگر کے امراض کی وجہ سے شراب نوشی ترک کی، یا بدنامی کے خوف سے زناء کرنا چھوڑ دیا تو ایسا شخص تائب نہیں کہلائے گا اور نہ ہی اسے توبہ کا ثواب اور فضائل حاصل ہوں گے اگرچہ گناہ کو چھوڑنا بھی ایک سعادت ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ ندامتِ قلبی کس طرح حاصل ہو کیونکہ قلبی جذبات پر تو انسان کا اختیار نہیں؟ اس کے لئے درج ذیل گزارشات پر عمل کریں......

(۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس طرح غور کریں کہ 'اس نے مجھے کروڑ ہا نعمتوں سے نوازا مثلاً مجھے پیدا کیا، مجھے زِندگی باقی رکھنے کے لئے سانسیں عطا فرمائیں، چلنے کے لئے پاؤں دیئے، چھونے کے لئے ہاتھ دیئے، دیکھنے کے لئے آنکھیں عطا فرمائیں، سننے کے لئے کان دیئے، سونگھنے کے لئے ناک دی، بولنے کے لئے زَبان عطا کی اور کروڑ ہا ایسی نعمتیں عطا فرمائیں جن پر آج تک میں نے کبھی غور نہیں کیا۔' پھر اپنے آپ سے یوں سوال کرے: 'کیا اتنے احسانات کرنے والے ربّ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا مجھے زیب دیتا ہے؟'

(۲) گناہوں کے انجام کے طور پر جہنم میں دیئے جانے والے عذابِ اِلٰہی کی شدت کو اپنے دِل و دماغ میں حاضر کریں مثلاً سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اھون اھل النار عذابا، رقم ۳۶۷، ص ۱۳۴)

'اگر اس زرد پانی کا ایک ڈول جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا دُنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔'

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ جھنّم، باب ماجاء فی صفۃ شراب اھل النار، رقم ۲۵۹۳، ج۴، ص ۲۶۳)

'دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں، یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا دَرد اور زہر چالیس برس تک رہے گا اور دوزخ میں پالان بندھے ہوئے خچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا دَرد چالیس سال تک رہے گا۔' (المسند الامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ، بن الحارث بن جزء الزبیدی، رقم ۱۷۷۲۹، ج۶، ص ۲۱۷)

'تمہاری یہ آگ جسے ابنِ آدم روشن کرتا ہے، جہنم کی آگ سے ستر درجہ کم ہے۔' یہ سن کر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی، 'یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! جلانے کے لئے تو یہی کافی ہے۔' ارشاد فرمایا، 'وہ اس سے اُنہتر (۶۹) درجے زیادہ ہے، ہر درجے میں یہاں کی آگ کے برابر گرمی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنّۃ و صفۃ نعیمھا و اھلھا، باب فی شدۃ حرنار جھنم، رقم ۲۸۴۳، ص ۱۵۲۳)

پھر اپنے آپ سے یوں مخاطب ہوں: 'اگر مجھے جہنم میں ڈال دیا گیا تو میرا یہ نرم ونازک بدن اس کے ہولناک عذابات کو کس طرح برداشت کرپائے گا؟ جبکہ جہنم میں پہنچنے والی تکالیف کی شدت کے سبب انسان پر نہ تو بے ہوشی طاری ہوگی اور نہ ہی اسے موت آئے گی! آہ! وہ وَقت کتنی بے بسی کا ہوگا جس کے تصوُّر سے ہی دِل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا یہ رونے کا مقام نہیں؟ کیا اب بھی گناہوں سے وحشت محسوس نہیں ہوگی اور دِل میں نیکیوں کی محبت نہیں بڑھے گی؟ کیا اب بھی بارگاہِ خداوندی عزوجل میں سچی توبہ پر دِل مائل نہیں ہوگا؟' ...... اُمّید ہے کہ بار بار اس انداز سے فکرِ مدینہ کرنے کی بَرَکت سے دِل میں ندامت پیدا ہوجائے گی اور سچی توبہ کی توفیق مل جائے گی۔ اِن شاءَ اللہ عزوجل

{3} اسے آئندہ نہ کرنے کا پختہ اِرادہ کیا جائے

یعنی اپنے دِل میں اس بات کا پختہ اور مضبوط اِرادہ کرے کہ آئندہ کبھی ان گناہوں کا ارتکاب نہیں کروں گا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص فی الحال تو گناہ چھوڑ دے لیکن دل میں ہو کہ دوبارہ اگر موقع ملا تو کرلوں گا، یا سرے سے اس گناہ کو چھوڑنے کا اِرادہ متزلزل ہو تو ایسا شخص وَقتی طور پر گناہوں سے رُک جانے کے باوُجود تائب نہیں کہلائے گا بلکہ گناہ پر قائم رہتے ہوئے توبہ کرنے والوں کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ربّ عزوجل سے مذاق کرنے والا قرار دیا ہے چنانچہ حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ گناہ پر قائم رہ کر توبہ کرنے والا اپنے ربّ عزوجل کا مذاق اُڑانے والے کی طرح ہے۔' (شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، رقم ۷۱۷۸، ج۵، ص ۴۳۶)

{4} اس گناہ کی تلافی کرے

اس سلسلے میں انسان کو چاہئے کہ بالغ ہونے سے لے کر اب تک اپنی تمام سابقہ زِندگی کے ہر لمحے، ہر گھڑی، ہر دِن، ہر سال کا تفصیلی محاسبہ کرے کہ وہ کن کن گناہوں اور کوتاہیوں میں ملوث رہا ہے؟ اس کے کانوں، آنکھوں، ہاتھ پاؤں، پیٹ، زَبان، دِل، شرم گاہ اور دیگر اعضاء سے کون کون سے گناہ سرزد ہوئے ہیں؟ اس غور وفکر کے نتیجے میں سامنے آنے والے گناہوں کی ممکنہ طور پر چھ قسمیں بن سکتی ہیں......

(۱) بعض گناہ وہ ہوں گے جن کا تعلق حقوق اللہ عزوجل سے ہوتا ہے۔ جیسے نَماز، روزہ، حج، قربانی اور زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی میں سستی کرنا، بدنگاہی کرنا، قرآنِ پاک کو بے وُضو ہاتھ لگانا، شراب نوشی کرنا، فحش گانے سننا وغیرہا۔

(۲) بعض ایسے ہوں گے جن کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہوتا ہے۔ جیسے چوری، غیبت، چغلی، اذیت دینا، ماں باپ کو ستانا، امانت میں خیانت کرنا، قرض لے کر دبالینا وغیرہا۔

(۳) ان میں سے بعض گناہ وہ ہوں گے جن کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہوتا ہے، مثلاً قتل کرنا وغیرہ اور بعض وہ ہوں گے جن کا تعلق انسان کے باطن سے ہوتا ہے مثلاً بدگمانی کرنا، کسی سے حسد کرنا، تکبر میں مبتلاء ہونا وغیرہ۔

(۴) بعض گناہ وہ ہوں گے جو صِرف توبہ کرنے والے کی ذات تک محدود ہوں گے، مثلاً خود شراب پینا اور بعض ایسے ہوں گے جن کی طرف اس شخص نے کسی دوسرے کو راغب کیا ہوگا، اسے گناہِ جاریہ بھی کہتے ہیں۔ مثلاً کسی کو شراب نوشی کی ترغیب دینا، یا فحش ویب سائٹ دیکھنے کی ترغیب دینا وغیرہ۔

(۵) بعض گناہ ایسے ہوں گے جو پوشیدہ طور پر کیے ہوں گے مثلاً اپنے کمرے میں فحش فلمیں دیکھنا جبکہ کچھ گناہ وہ ہوں گے جو اعلانیہ کیے ہوں گے مثلاً داڑھی منڈانا، سرِ عام شراب پینا وغیرہ۔

(۶) کچھ گناہ ایسے ہوں گے جن کے ارتکاب پر آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو ظالم کہنا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا۔

اس تقسیم کی بناء پر توبہ بھی مختلف نوعیت کی ہوگی۔ چنانچہ

{1} حقوق اللہ عزوجل سے تعلق رکھنے والے گناہ اگر کسی عبادت میں کوتاہی کی وجہ سے سرزد ہوں تو توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان عبادات کی قضا بھی واجب ہے مثلاً اگر نمازیں فوت ہوئی ہوں یا رَمضان کے روزے چھوٹے ہوں تو ان کا حساب لگائے اور انکی قضا کرے، اگر زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی ہو تو حساب لگا کر ادائیگی کرے، اگر حج فرض ہو جانے کے باوجود نہیں کیا تھا تو اب ادا کرے، کبھی قربانی واجب ہوئی لیکن نہیں کی تو قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرے۔ (بہارِ شریعت، حصّہ ۱۵، ص ۱۳۸)

اور اگر گناہوں کا تعلق عبادات میں کوتاہی سے نہ ہو مثلاً بدنگاہی کرنا، شراب نوشی کرنا وغیرہ، تو اِن پر ندامت وحسرت کا اِظہار کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں توبہ کرے اور نیکیاں کرنے میں مشغول ہو جائے۔

{2} بندوں کے حقوق سے متعلق گناہ اگر ان کی عزّت وآبرو میں دست اندازی کی وجہ سے سرزد ہوئے ہوں مثلاً کسی کو گالی بکی تھی، یا تہمت لگائی تھی، یا ڈرایا دھمکایا تھا، تو توبہ کی تکمیل اللہ تعالیٰ اور اس مظلوم سے معافی طلب کرنے سے ہوگی۔

اور اگر مالی معاملہ میں شریعت کی خلاف ورزی کی وجہ سے گناہ واقع ہوا تھا مثلاً امانت میں خیانت کی تھی یا قرض لے کر دبا لیا تھا تو اللہ تعالیٰ اور اس مظلوم سے معافی طلب کرنے کے ساتھ ساتھ اسے اس کا مال بھی لوٹائے اور اگر وہ شخص انتقال کر گیا ہو تو اس کے ورثاء کو دے دے یا پھر اس شخص یا اس کے ورثاء سے معاف کروالے، اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اتنا مال اس مظلوم کی طرف سے اس نیت

کے ساتھ صدقہ کردے کہ اگر وہ شخص یا اس کے ورثاء بعد میں مل گئے اور انہوں نے اپنا حق کا مطالبہ کیا تو میں انہیں ان کا حق لوٹادوں گا اوران کے لئے دُعائے مغفِرت کرتا رہے۔

{3} ظاہری گناہوں سے توبہ کا طریقہ تو اوپر گزرچکا لیکن باطنی گناہوں سے بھی توبہ کرنے سے ہرگز غفلت نہ کرے۔ چنانچہ اپنے دِل پر غور کرے اور اگر حسد، تکبر، ریاء کاری، بُغض، کینہ، غرور، شماتت، اپنی ذات کے لئے غصّہ کرنا اور بدگمانی جیسے گناہ دِکھائی دیں تو نادم وشرمسار ہوکر بارگاہِ الٰہی عزّوجلّ میں معافی طلب کرے۔

{4} جو گناہ اس کی ذات تک محدود ہوں ان سے مذکورہ طریقے کے مطابق توبہ کرے اور اگر گناہِ جاریہ کا ارتکاب کیا ہو تو جس طرح اس گناہ سے خود تائب ہوا ہے اس کی ترغیب دینے سے بھی توبہ کرے اور دوسرے شخص کو جس طرح گناہ کی رغبت دی تھی اب توبہ کی ترغیب دے، جہاں تک ممکن ہو نرمی یا سختی سے سمجھائے، اگر وہ مان جائے تو فبھا ورنہ یہ بریٔ الذمہ ہوجائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، نصف اوّل، ص ۹۷)

{5} جو گناہ بندے اور اس کے ربّ عزّوجلّ کے درمیان ہو یعنی کسی پر ظاہر نہ ہوا ہو تو اس کی توبہ پوشیدہ طور پر کرے یعنی اپنا گناہ کسی پر ظاہر نہ کرے اور اگر گناہ اعلانیہ کیا ہو تو اس کی توبہ بھی اعلانیہ کرے یعنی جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا تھا ان کے سامنے توبہ کرے یا اتنی تعداد میں دوسرے لوگوں کے سامنے توبہ کرلے یا کسی حرج کی بنا پر کم ازکم دو افراد کے سامنے توبہ کرلے تو اسکی توبہ صحیح مانی جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، نصف اوّل، ص ۲۵۵)

حضرتِ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ میں نے عرض کیا، 'یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، 'جہاں تک ممکن ہو اپنے اوپر اللہ عزّوجلّ کا خوف لازم کرلو، ہر شجر کے پاس اللہ عزّوجلّ کا ذِکر کرتے رہو اور جب کوئی بُرا کام کربیٹھو تو ہر برے کام کے لیے نئی توبہ کرو، اگر گناہ خفیہ کیا ہو تو توبہ بھی خفیہ کرو اور اگر گناہ اعلانیہ ہے تو توبہ بھی اعلانیہ کرو۔' (المعجم الکبیر، رقم ۳۳۱، ج ۲۰، ص ۱۵۹)

کنزالعمال میں ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، 'جب تجھ سے نیا گناہ ہو فوراً نئی توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ۔' (کنزالعمّال، کتاب التوبۃ، الفصل الاوّل فی فضلھا......الخ، رقم ۱۰۲۴۴، ج ۴، ص ۹۲)

{6} اگر معاذَ اللہ عزّوجلّ کلمۂ کفر یا کوئی ایسا فعل صادر ہوجائے جس سے انسان کافر ہوجاتا ہے تو فوراً توبہ کرکے تجدیدِ ایمان کرلینی چاہئے جس کا طریقہ نیچے دیا گیا ہے۔

تجدیدِ ایمان کا طریقہ

(از۔ بانیٔ دعوتِ اسلامی مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی)

دِل کی تصدیق کے بغیر صِرْف زبانی توبہ کافی نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی نے کفر بک دیا، اس کو دوسرے نے بہلا پھسلا کر اس طرح توبہ کروادی کہ کفر بکنے والے کو معلوم تک نہیں ہوا کہ میں نے فلاں کفر کیا تھا، یوں توبہ نہیں ہوسکتی، اس کا کفر بدستور باقی ہے۔ لہٰذا جس کفر سے توبہ مقصود ہو وہ اسی وَقت مقبول ہوگی جبکہ وہ اس کفر کو کفر تسلیم کرتا ہو اور دِل میں اس کفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو جو کفر سرزد ہوا توبہ میں اس کا تذکرہ بھی ہو۔ مثلاً جس نے ویزا فارم میں اپنے آپ کو عیسائی لکھ دیا وہ اس طرح کہے: 'یا اللہ عزوجل! میں نے جو ویزا فارم میں اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا ہے اس کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ **لا اِلٰـہ اِلاَّ الـلّٰـہ مـحـمَّدٌ رَّسول اللّٰہ** 'اللہ عزوجل کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔' اس طرح مخصوص کفر سے توبہ بھی ہوگئی اور تجدیدِ ایمان بھی۔ اگر معاذ اللہ کئی کفریات بکے ہوں اور یہ یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے: 'یا اللہ عزوجل! مجھ سے جو جو کفریات صادر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں' پھر کلمہ پڑھ لے (اگر کلمہ شریف کا ترجمہ معلوم ہے تو زَبان سے ترجمہ دہرانے کی حاجت نہیں) اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اس طرح کریں: 'یا اللہ عزوجل! اگر مجھ سے کوئی کفر ہوگیا ہو تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں' یہ کہنے کے بعد کلمہ پڑھ لیں۔ (رسالہ '28 کلماتِ کفر' ص۷، ۹)

توبہ کرنے کا ایک طریقہ

توبہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تنہائی میں دو رَکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھے پھر اپنی نافرمانیوں اور ربّ تعالیٰ کے احسانات، اپنی ناتوانی اور جہنم کے عذابات کو یاد کر کے آنسو بہائے، اگر رونا نہ آئے تو رونی جیسی صورت ہی بنالے۔ اس کے بعد توبہ کی شرائط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی طلب کرے اور کچھ اس طرح سے دعا کرے:

'اے میرے مالک عزوجل! تیرا یہ نافرمان بندہ جس کا رُواں رُواں گناہوں کے سَمُندر میں ڈوبا ہوا ہے، تیری پاک بارگاہ میں حاضر ہے، یا اللہ عزوجل! میں اِقرار کرتا ہوں کہ میں نے دِن کے اُجالے میں رات کے اندھیرے میں، پوشیدہ اور اعلانیہ، دانستہ اور نادانستہ طور پر تیری نافرمانیاں کی ہیں، یقیناً میں نے تجھے ناراض کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن اے مولا عزوجل! تُو غفور و رحیم ہے، تُو بندے پر اس سے زِیادہ مہربان ہے جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے، اے اللہ عزوجل! اگر تُو نے میرے گناہوں پر پکڑ فرمائی تو مجھے نارِ جہنم میں جلنا پڑے گا جس کا عذاب لمحہ بھر کے لئے بھی سہنے کی مجھ میں طاقت نہیں، اے اللہ عزوجل! میں صدقِ دل سے تیری بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، یا اللہ عزوجل! میری ناتوانی پر رحم فرما، اے میرے پروردگار عزوجل! میرے گناہوں کو معاف فرمادے، اے میرے پروردگار عزوجل! میرے گناہوں کو معاف فرمادے،

اے میرے پروردگار عزّ وجل! میرے گناہوں کو معاف فرمادے، اے میرے مولا عزّ وجل! مجھے سچی توبہ کی توفیق دے، جو عبادات ادا ہونے سے رہ گئیں انہیں ادا کرنے کی ہمّت دے دے، جن بندوں کے حقوق میں نے تلف کئے ان سے بھی معافی مانگنے کا حوصلہ عطا فرما، اے اللہ عزّ وجل! تُو ہر شے پر قادر ہے، تُو انہیں مجھ سے راضی فرمادے، یا اللہ عزّ وجل! مجھے آئندہ زِندگی میں گناہوں سے بچنے پر استقامت عطا فرما، اے اللہ عزّ وجل! مجھے اپنے خوف سے معمور دِل، رونے والی آنکھ اور لرزنے والا بدن عطا فرما۔ آمین بجاہِ النّبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یاربّ عزّ وجل! میں تیرے خوف سے روتا رہوں ہردم
دیوانہ مجھے شہنشاہِ مدینہ ﷺ کا بنادے

اس کے بعد اس جگہ سے اس یقین سے اُٹھے کہ رحیم وکریم پروردگار عزّ وجل نے اس کی توبہ قبول فرمالی ہے۔ پھر ایک نئے عزم کے ساتھ نئی اور پاکیزہ زِندگی کا آغاز کرے اور سابقہ گناہوں کی تلافی میں مصروف ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہِ النّبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

توبہ کی قبولیت کیسے معلوم ہو ؟

حضرتِ سیّدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ایک عالم سے پوچھا گیا: ایک آدمی توبہ کرے، تو کیا اسے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوئی ہے یا نہیں؟ فرمایا: 'اس میں حکم تو نہیں دیا جاسکتا، البتہ اس کی علامت ہے، اگر اپنے آپ کو آئندہ گناہ سے بچتا دیکھے اور یہ دیکھے کہ دِل خوشی سے خالی ہے اور ربّ تعالیٰ کے سامنے نیک لوگوں سے قریب ہو، بروں سے دُور رہے تھوڑی دُنیا کو بہت سمجھے اور آخرت کے بہت عمل کو تھوڑا جانے، دل ہر وقت اللہ عزّ وجل کے فرائض میں منہمک رہے، زبان کی حفاظت کرے، ہر وقت غور وفکر کرے، جو گناہ کرچکا ہے اس پر غم وغصہ اور شرمندگی محسوس کرے (تو سمجھو کہ توبہ قبول ہوگئی)۔' (مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص ۲۹)

توبہ کے بعد کیا کرے ؟

سب سے پہلا کام یہ کرے کہ کسی طرح گناہوں کی معرفت حاصل کرے تاکہ مستقبل میں کسی قسم کے گناہ کے ارتکاب سے بچ سکے۔ پھر ان گناہوں سے مکمل پرہیز کرے اور ہر اس کام سے بچے جو گناہ کی طرف لے جانے والا ہو۔ اسکے علاوہ کثرت سے نیکیاں کرنے میں مشغول ہوجائے کہ نیکیوں کے نُور سے گناہوں کی تاریکی جاتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔ (پ ۱۲، ھود: ۱۱۴)

مَدَنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی طرف اِشارہ کرتے ہوئے فرمایا، ''گناہ کے پیچھے نیکی لاؤ وہ اس کو مٹادے گی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ذرالغفاری، رقم ۲۱۴۶۰، ج۸، ص ۹۲)

حضرت سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ''اس آدمی کی مثال جو پہلے برائیوں میں مشغول تھا پھر نیک اعمال کرنے لگا، اس شخص کی طرح ہے کہ جس کے بدن پر تنگ زِرّہ ہو جو اس کی گردن گھونٹ رہی ہو۔ پھر اس نے ایک نیک عمل کیا تو اس زِرّہ کا ایک حلقہ کھل گیا۔ پھر دوسرا نیک کام کیا تو دوسرا حلقہ کھل گیا (اور پھر نیک عمل کرتا چلا گیا) حتیٰ کہ وہ تنگ زرہ کھل کر زمین پر آ گری۔'' (المعجم الکبیر، رقم ۷۸۳، ج ۱۷، ص ۲۸۴)

اگر دل دوبارہ گناھوں کی طرف مائل ہو تو ؟

پیارے اسلامی بھائیو! توبہ کے بعد گناہوں کی طرف میلان ہونا یقیناً بہت بڑی آزمائش ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس میلان پر قابو پانے کے لئے اپنے گناہوں کو پیشِ نظر رکھے اور دِل میں نفرت کی آگ کو جلائے رکھے، اس کی تپش نفس کی خواہشات کا قلع قمع کردے گی، اِن شاءَ اللہ عزوجل۔ اس سلسلے میں اکابرین کا طرزِ عمل ملاحظہ ہو......

حضرتِ سیّدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات اپنے گھر کی چھت پر پہنچے اور دِیوار کو تھام کر پوری رات خاموش کھڑے رہے جس کی وجہ سے آپ کے پیشاب میں خون آنے لگا۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا، ''دو چیزوں کی وجہ سے، ایک یہ کہ آج میں خدا عزوجل کی عبادت نہ کرسکا، دوسری یہ کہ بچپن میں مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا تھا، چنانچہ میں ان دونوں چیزوں سے اس قدر خوف زدہ تھا کہ میرا دِل خون ہوگیا اور پیشاب کے راستے سے خون آنے لگا۔'' (تذکرۃ الاولیاء، باب چھار دھم ذکر بایزید بسطامی، ج ۱، ص ۱۳۳)

منقول ہے کہ حضرتِ سیّدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بچپن میں ایک گناہ سرزد ہوگیا تھا۔ آپ جب بھی کوئی نیا لباس سلواتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ درج کردیتے اور اکثر اس کو دیکھ کر اس قدر گریہ وزاری کرتے کہ آپ پر غشی طاری ہوجاتی۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب سوم، ذکر حسن بصری، ج ۱، ص ۳۹)

حضرتِ سیّدنا کہمس بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ''مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا تو میں چالیس برس تک روتا رہا۔'' لوگوں نے پوچھا، ''ابوعبداللہ! وہ کون سا گناہ تھا؟'' تو آپ نے فرمایا، ''ایک دفعہ میرا دوست مجھ سے ملنے آیا تو میں نے اس کے لئے مچھلی پکائی اور جب وہ کھانا کھاچکا تو میں نے اپنے پڑوسی کی دِیوار سے مٹی لے کر اپنے مہمان کے ہاتھ دُھلائے تھے۔ (منہاج العابدین الی جنۃ ربّ العالمین، العقبۃ الثانیۃ، ص ۳۵-۳۶)

توبہ کے بعد گناہ سر زد ہوجائے تو کیا کرے ؟

جس شخص نے صدقِ دل سے توبہ کرلی ہو پھر وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر غلبۂ شہوت وغیرہ کی وجہ سے کسی گناہ کا مرتکب ہوجائے تو اسے چاہیئے کہ دوبارہ توبہ کرنے میں دیر نہ کرے کیونکہ بعدِ توبہ گناہ کا صدور ایک مصیبت ہے تو دوبارہ توبہ نہ کرنا اس سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے۔ حضرتِ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ 'جب کوئی بندہ مؤمن گناہ کرلیتا ہے، تو اس کے قلب پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، لیکن جب وہ توبہ کرلیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے طلبِ مغفرت کرتا ہے، تو اس کا قلب صاف کردیا جاتا ہے اور اگر وہ گناہ کرتا رہے (یعنی درمیان میں توبہ نہ کرے) تو یہ سیاہی بڑھتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کا دِل سیاہ پڑ جاتا ہے۔ پس یہ وہی زنگ ہے جس کا ذِکر اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرح فرمایا ہے:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ۳۰، المطففین:۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دِلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

(جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ ویل للمطففین، رقم ۳۳۴۵، ج۵، ص ۲۲۰)

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ کیچڑ میں کپڑوں کو بچاتے ہوئے کیچڑ میں چل رہے تھے تاکہ پاؤں پھسل نہ جائے۔ لیکن پھر بھی ان کا پاؤں پھسل گیا اور وہ گر گئے۔ وہ کھڑے ہوئے اور روتے روتے کیچڑ کے درمیان چلنے لگے وہ کہہ رہے تھے کہ 'بندے کی یہ مثال ہے وہ گناہ سے بچتا اور کنارہ کش رہتا ہے حتیٰ کہ وہ ایک یا دو گناہوں میں جا پڑتا ہے، اس وَقت وہ گناہوں میں ڈوب جاتا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گناہ کی فوری سزا یہ ہے کہ وہ دوسرے گناہ کی طرف لے جاتا ہے۔' (احیاء العلوم الدین، کتاب التوبۃ، الرکن الرابع فی دواء التوبۃ و طریق العلاج، ج۴، ص۶۷)

توبہ پر استقامت کیسے پائیں ؟

عبادات کی ادائیگی اور ارتکابِ گناہ سے بچنے پر استقامت اختیار کرنا عموماً دشوار محسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ دشواری اس وَقت تک محسوس ہوتی ہے جب تک ہمارے سامنے کوئی شخص انہیں استقامت اپنائے ہوئے نہ ہو۔ لہٰذا اگر تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہوجائیں گے تو ہمیں کثیر اسلامی بھائی اجتماعی طور پر عبادات پر استقامت پذیر دکھائی دیں گے جس کی برکت سے حیرت انگیز طور پر ہم بھی کسی قسم کی مشقت کے احساس کے بغیر عبادات اور پرہیزِ گناہ پر استقامت حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ اِن شاءَ اللہ عزَّوجلَّ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ توبہ پر استقامت پانے کے لئے بانیٔ دعوتِ اسلامی، شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی اِنعامات پر عمل کریں اور با کردار مسلمان بننے کیلئے مکتبۃُ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے مدنی انعامات کے کارڈ حاصل کریں اور روزانہ فکرِ مدینہ یعنی اپنے محاسبے کے ذَرِیعے کارڈ پُر کرکے ہر مدنی یعنی قمری ماہ کے ابتدائی دس دِن کے اندر اندر اپنے یہاں کے مدنی انعامات کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیں۔ اِن شاءَ اللہ عزَّوجلَّ ہماری زِندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی اِنقلاب برپا ہوگا۔

پیارے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی کے سنّتوں کی تربیت کیلئے عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے شمار مَدَنی قافلے ۱۲ ماہ، ۳۰ دِن، ۱۲ دن کے لئے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی راہِ خداعزَّوجلَّ میں سفر کرکے اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کیجئے۔ اپنی روزمرہ کی دُنیاوی مصروفیات ترک کرکے اپنے گھر والوں اور دوستوں کی صحبت چھوڑ کر جب ہم ان مدنی قافلوں میں سفر کریں گے تو سفر کے دَوران ہمیں اپنے طرزِ زندگی پر دِیانت دارانہ غور وفکر کا موقع میسر آئے گا، اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی خواہش دِل میں پیدا ہوگی، جس کے نتیجے میں اب تک کئے جانے والے گناہوں کے ارتکاب پر ندامت محسوس ہوگی، ان گناہوں کی ملنے والی سزاؤں کا تصوُّر کرکے رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے، دوسری طرف اپنی ناتوانی و بے کسی کا احساس دامن گیر ہوگا اور اگر دِل زِندہ ہوا تو خوفِ خداعزَّوجلَّ کے سبب آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک کر رُخساروں پر بہنے لگے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ زَبان سے دُرُودِ پاک جاری ہوجائے گا، یہ تلاوتِ قرآن، حمدِ الٰہی اور نعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادی بن جائے گی، دُنیا کی محبت سے ڈوبا ہوا دِل آخرت کی بہتری کے لئے بے چین ہوجائے گا۔ اِن شاءَ اللہ عزَّوجلَّ اس کے علاوہ اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وَقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب سنّتوں کی بہاریں لوٹیں۔

توبہ کرنے والوں کے واقعات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بطورِ ترغیب توبہ کرنے والوں کے چند منتخب واقعات ملاحظہ ہوں کہ کس طرح رحمتِ الٰہی عزوجل نے تائبین (یعنی توبہ کرنے والوں) کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

﴿1﴾ ایک حبشی کی توبہ

ایک حبشی نے سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی، 'یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے گناہ بے شمار ہیں، کیا میری توبہ بارگاہِ الٰہی عزوجل میں قبول ہوسکتی ہے؟' آپ نے ارشادفرمایا، 'کیوں نہیں۔' اس نے عرض کی، 'کیا وہ مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھتا بھی رہا ہے؟' ارشادفرمایا، 'ہاں! وہ سب کچھ دیکھتا رہا ہے۔' یہ سن کر حبشی نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گرتے ہی دَم توڑ گیا۔ (کیمیائے سعادت، رکن چھارم منجیات، اصل ششم مقام دوم درمراقبت، ج ۲، ص ۸۸۶)

﴿2﴾ ایک زانیہ کی توبہ

حضرت سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اسے زِنا کا حمل تھا۔ وہ عرض کرنے لگی، 'یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں وہ کام (یعنی زنا) کر بیٹھی ہوں جس پر حد واجب ہوتی ہے، آپ مجھ پر حد قائم فرمادیں۔' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلا کر ارشادفرمایا، 'اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جب وضعِ حمل ہوجائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔'

پھر ایسا ہی ہوا (یعنی وضعِ حمل کے بعد ولی اسے لے کر حاضرِ خدمت ہوگیا) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ 'اسے اس کے کپڑوں کے ساتھ باندھ دیا جائے۔' پھر اسے رجم کردیا جائے۔ پھر سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھی تو حضرتِ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے، 'یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھ دی حالانکہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا؟' اس پر حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا، 'یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ اہلِ مدینہ کے ستر افراد پر تقسیم کردی جائے تو انہیں کافی ہوجائے (یعنی ان کی مغفرت ہوجائے) اور کیا تم اس سے افضل کوئی عمل پاتے ہو کہ اس نے اپنی جان خود اللہ عزوجل کے لیے پیش کردی۔' (صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی، رقم ۱۶۹۶، ص ۹۳۳)

﴿3﴾ ایک گلوکار کی توبہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دِن مضافاتِ کوفہ سے گزر رہے تھے۔ ان کا گزر فاسقین کے ایک گروہ پر ہوا، جو شراب پی رہے تھے۔ زاذان نامی ایک گوّیا ڈھول پر ہاتھ مار مار کر انتہائی خوبصورت آواز میں گا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر کہا، 'کتنی خوبصورت آواز ہے کاش کہ یہ قرآنِ کریم کی تلاوت میں استعمال ہوتی۔' اور سر پر چادر ڈال کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ زاذان نے جب آپ کو دیکھا تو لوگوں سے پوچھا، 'یہ کون ہیں؟' لوگوں نے بتایا، 'حضور نبیِ رَحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔' اس نے پوچھا، 'انہوں نے کیا کہا۔' بتایا گیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ 'کتنی میٹھی آواز ہے، کاش کہ قرأت کیلئے ہوتی۔' یہ بات سنتے ہی اس کے دِل پر رعب سا چھا گیا۔ اپنے بربط کو زمین پر پٹخ کر توڑ دیا۔ کھڑا ہوا اور جلدی سے انہیں جالیا۔ اپنی گردن میں رومال ڈالا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رونے لگ گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گلے سے لگایا اور دونوں رونا شروع ہو گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، 'میں ایسے شخص کو کیوں نہ محبوب سمجھوں جسے اللہ عزّ وجل نے محبوب بنالیا ہو۔' سیدنا زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گناہوں سے توبہ کی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کر لی۔ قرآنِ کریم اور دیگر علوم سیکھے۔ حتیٰ کہ علم میں امام بن گئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کئی رِوایات حضرت زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔' (تنبیہ الغافلین، باب آخر من التوبۃ، ص ٦٣)

﴿4﴾ حرامی بچے کو مارنے والی عورت کی توبہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں نمازِ عشاء پڑھ کر جا رہا تھا کہ راستے میں نقاب اوڑھے ایک عورت کھڑی تھی۔ کہنے لگی، 'اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں نے گناہ کیا ہے کیا توبہ ہو سکتی ہے۔' میں نے پوچھا: 'کیا گناہ کیا ہے؟' کہنے لگی، 'میں نے زِنا کروایا اور حرامی بچے کو قتل کر ڈالا۔' یہ سن کر میں نے کہا کہ 'تو خود بھی ہلاک ہو گئی اور ایک جان کو بھی ہلاک کر دیا، تیرے لیے کوئی توبہ نہیں۔' یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔ میں چل پڑا راستہ میں خیال آیا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے اس طرح مسئلہ بتانا اچھا نہیں۔ میں نے صبح ہی صبح سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ کر رات والا واقعہ گوش گزار کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً اِنّا لِلّٰہِ پڑھی اور فرمایا، 'قسم بخدا! اے ابوہریرہ تو خود بھی ہلاک ہو گیا اور ایک نفس کو بھی ہلاک کر ڈالا۔ شرعی حکم بتاتے ہوئے یہ آیت تیرے سامنے نہ تھی،

وَالَّذِینَ لَا یَدعُونَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً اٰخَرَ وَ لَا یَقتُلُونَ النَّفسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالحَقِّ وَ لَا یَزنُونَ ج

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق مارتے اور بدکاری نہیں کرتے۔ (پ ١٩، الفرقان: ٦٨)

فَاُولٰٓـئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ ط وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۔

ترجمۂ کنزالایمان: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۹، الفرقان: ۷۰)

یہ سن کر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے نکل کر مدینہ شریف کی گلیوں میں دوڑ دوڑ کر کہتا تھا کہ ہے کوئی جو مجھے فلاں فلاں اوصاف والی عورت کے بارے میں بتائے۔ حتیٰ کہ رات کے وَقت مجھے وہ عورت اسی جگہ ملی۔ میں نے اسے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ 'اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے' اب اس نے خوشی سے چیخ ماری اور کہنے لگی، 'میرا ایک باغیچہ ہے جسے میں اپنے گناہ کے کفارہ کے طور پر مساکین کے لیے صدقہ کرتی ہوں۔' (تنبیہ الغافلین،باب آخر من التوبۃ،ص ۶۰-۶۱)

﴿5﴾ شرابی نوجوان کی توبہ

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار مدینہ منوّرہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک نوجوان سامنے آیا۔ اس نے کپڑوں کے نیچے ایک بوتل چھپا رکھی تھی۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، 'اے نوجوان! یہ کپڑوں کے نیچے کیا اُٹھا رکھا ہے؟' اس بوتل میں شراب تھی، نوجوان نے اسے شراب کہنے میں شرمندگی محسوس کی۔ اس نے دِل میں دُعا کی 'یا اللہ عزوجل! مجھے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندہ اور رُسوا نہ فرمانا، ان کے ہاں میری پردہ پوشی فرمانا، میں کبھی شراب نہیں پیوں گا۔' اس کے بعد نوجوان نے عرض کیا، 'امیرالمؤمنین! میں سرکہ (کی بوتل) اٹھائے ہوئے ہوں۔' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، 'مجھے دکھاؤ!' جب اس نے وہ بوتل آپ کے سامنے کی اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا 'تو وہ سرکہ تھا۔' (مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص ۲۷-۲۸)

﴿6﴾ ریاکاری سے توبہ

حضرت مالک بن دِینار علیہ الرحمۃ دمشق میں سکونت پذیر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیار کردہ مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دِل میں خیال آیا کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہوجائے کہ مجھے اس مسجد کا متولی بنادیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اعتکاف میں اضافہ کردیا اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھیں کہ ہر شخص آپ کو ہمہ وَقت نماز میں مشغول دیکھتا۔ لیکن کسی نے آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔ ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد سے باہر آئے تو ندائے غیبی آئی، 'اے مالک! تجھے اب توبہ کرنی چاہیے۔' یہ سن کر آپ کو ایک سال تک اپنی خودغرضانہ عبادت پر شدید رنج وشرمندگی ہوئی اور آپ اپنے قلب کو رِیا سے خالی کرکے خلوصِ نیت کے ساتھ رات عبادت میں مشغول رہے۔ صبح کے وَقت مسجد کے دروازے پر لوگوں کا ایک مجمع موجود تھا اور لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ 'مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لہٰذا اسی شخص کو متولی مسجد بنادیا جائے اور تمام انتظامی امور اس کے سپرد کردیئے جائیں۔' سارا مجمع اس بات پر متفق ہوکر آپ کے پاس پہنچا اور آپ کے نماز سے فارغ

ہونے کے بعد انہوں نے آپ سے عرض کی کہ 'ہم باہمی طور پر کئے گئے متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا متولی بنانا چاہتے ہیں۔'
آپ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی، 'اے اللہ! میں ایک سال تک رِیاکارانہ عبادت میں اس لئے مشغول رہا کہ مجھے مسجد کی تولیت حاصل ہوجائے مگر ایسا نہ ہوا، اور اب جبکہ میں صدقِ دِل سے تیری عبادت میں مشغول ہوا تو تیرے حکم سے تمام لوگ مجھے متولی بنانے آپہنچے اور میرے اوپر بار ڈالنا چاہتے ہیں، لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو اب تولیت قبول کروں گا اور نہ مسجد سے باہَر نکلوں گا۔' یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہوگئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب چھارم، ذکر مالک دِینار رحمۃ اللہ، ج ۱، ص ۴۸، ۴۹)

﴿7﴾ ایک ڈاکو کی توبہ

حضرت سیّدنا فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ بہت نامور محدث اور مشہور اولیائے کرام میں سے ہیں۔ یہ پہلے زبردست ڈاکو تھے۔ ایک مرتبہ ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے کسی مکان کی دِیوار پر چڑھ رہے تھے کہ اتفاقاً اس وَقْت مالک مکان قرآنِ مجید کی تلاوت میں مشغول تھا۔ اس نے یہ آیت پڑھی،

الم یانِ للّذین امنو اَن تخشَع قُلوبھم لِذکرِ اللّٰہ

ترجمۂ کنزالایمان : کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وَقْت نہ آیا کہ
ان کے دِل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ (پ۲۷، الحدید: ۱۶)

جونہی یہ آیت آپ کی سماعت سے ٹکرائی، گویا تاثیرِ ربانی کا تیر بن کر دِل میں پیوست ہوگئی اور اس کا اتنا اثر ہوا کہ آپ خوفِ خدا عزوجل سے کانپنے لگے اور بے اختیار آپ کے مُنہ سے نکلا، 'کیوں نہیں میرے پروردگار عزوجل! اب اس کا وقت آگیا ہے۔' چنانچہ آپ روتے ہوئے دِیوار سے اُتر پڑے اور رات کو ایک سنسان اور بے آباد کھنڈر نما مکان میں جاکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک قافلہ آپہنچا تو شرکائے قافلہ آپس میں کہنے لگے کہ 'رات کو سفر مت کرو، یہاں رک جاؤ کہ فضیل بن عیاض ڈاکو اسی اطراف میں رہتا ہے۔' آپ نے قافلے والوں کی باتیں سُنیں تو اور زِیادہ رونے لگے کہ 'افسوس! میں اتنا گناہ گار ہوں کہ میرے خوف سے اُمّتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قافلے رات میں سفر نہیں کرتے اور گھروں میں عورتیں میرا نام لے کر بچوں کو ڈراتی ہیں۔'

آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور آپ نے سچی توبہ کر کے یہ اِرادہ کیا کہ اب ساری زِندگی کعبۃ اللہ کی مجاوری اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاروں گا۔ چنانچہ آپ نے پہلے علمِ حدیث پڑھنا شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں ایک صاحبِ فضیلت محدث ہوگئے اور حدیث کا درس دینا بھی شروع کردیا۔ (اولیائے رجال الحدیث، ص ۲۰۶)

﴿8﴾ تیس سال تک سچی توبہ کی دُعا کرنے والا

حضرتِ سیّدنا ابواسحاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ 'میں نے تیس سال تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ اے اللہ ربّ العزّت تو مجھے سچی اور خالص توبہ کی توفیق عطا فرما' تیس برس گزر جانے کے بعد میں اپنے دِل میں تعجب کرنے لگا اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا، 'اے اللہ تو پاک اور بے عیب ہے میں نے تیس برس تک تیری بارگاہ میں ایک حاجت کی التجا کی لیکن تو نے اب تک میری وہ حاجت پوری نہیں کی۔'

جب میں سوگیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا تھا، 'تم اپنی تیس سالہ دعا پر تعجب اور حیرت کرتے ہو کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ تم اللہ سے کتنی بڑی چیز مانگ رہے ہو؟ تم اس بات کا سوال کر رہے ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا دوست اور محبوب بنالے کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان نہیں سنا:

اِنَّ اللّٰہ یحبّ التوّا بین و یحبّ المتطھریْن

ترجمۂ کنزالایمان : بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔' (پ۲، البقرۃ:۲۲۲)

تو کیا تم اس محبت کو معمولی سمجھتے ہو؟ (منہاج العابدین، الی جنۃ ربّ العالمین العقبۃ الثانیۃ عقبۃ التوبۃ، ص۳۵)

﴿9﴾ خراسانی عالم کی توبہ

ایک مرتبہ کوئی خراسانی عالم صاحب، حضرت قطب الدین اولیاء ابواسحٰق ابراہیم علیہ الرحمۃ کے بیان میں شریک تھے۔ پورے مجمع میں آپ کے پُر اثر وعظ سے ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔ اس وَقت خراسانی عالم صاحب کے دِل میں یہ بات آئے کہ میرا علم شیخ سے کہیں زائد ہے لیکن جو مقبولیت انہیں حاصل ہے وہ مجھے تمام علوم پر دسترس کے باوجود بھی حاصل نہیں۔' سیّدنا ابواسحٰق ابراہیم علیہ الرحمۃ نے اسی وَقت اپنے نورِ باطن سے اس عالم کی نیّت کو بھانپ کر اجتماع کو مخاطب کر کے فرمایا، 'اس قندیل کی طرف دیکھو، آج قندیل کا تیل اور پانی آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ پانی کا کہنا ہے کہ خدا عزوجل نے مجھے ہر شے پر فوقیت عطا کی ہے کیونکہ اگر میرا وجود نہ ہوتا تو لوگ شاید پیاس سے مرجاتے اور یہ مرتبہ تجھے حاصل نہیں، اس کے باوجود تو میرے اوپر آجاتا ہے۔ اس کے جواب میں تیل نے کہا کہ میں منکسر المزاج ہوں اور تجھ میں غرور وتکبر ہے کیونکہ میرا بیج پہلے زمین میں ڈالا گیا پھر پودا نکلنے کے بعد مجھے کاٹ کر کولھو میں پیلا گیا، اس کے بعد میں نے خود کو جلا جلا کر دُنیا کو روشنی عطا کی اور جس قدر اذیتیں مجھے پہنچائی گئیں میں نے ان سب کو نظر انداز کردیا۔' اس کے بعد آپ نے وعظ ختم کردیا اور وہ خراسانی عالم آپ کے مقصد کو سمجھ کر آپ کے قدموں میں گر پڑے اور تائب ہوگئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب نودم ذکر شیخ ابواسحاق شھریار، ج۱۲، ص۲۳۶)

ایک نیک شخص کے گھر کی دِیوار اچانک گر گئی۔ اسے بڑی پریشانی لاحق ہوئی اور وہ اسے دوبارہ بنوانے کیلئے کسی مزدور کی تلاش میں گھر سے نکلا اور چوراہے پر جا پہنچا۔ وہاں اس نے مختلف مزدوروں کو دیکھا جو کام کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ ان میں ایک نوجوان بھی تھا جو سب سے الگ تھلگ کھڑا تھا، اس کے ایک ہاتھ میں تھیلا اور دوسرے ہاتھ میں تیشہ تھا۔

اس شخص کا کہنا ہے کہ 'میں نے اس نوجوان سے پوچھا، 'کیا تم مزدوری کرو گے؟' نوجوان نے جواب دیا، 'ہاں!' میں نے کہا، 'گارے کا کام کرنا ہوگا۔' نوجوان کہنے لگا، 'ٹھیک ہے! لیکن میری تین شرطیں ہیں اگر تمہیں منظور ہیں تو کام کرنے کیلئے تیار ہوں، پہلی شرط یہ کہ تم میری مزدوری پوری ادا کرو گے، دوسری شرط یہ ہے کہ مجھ سے میری طاقت اور میری صحت کے مطابق کام لوگے اور تیسری شرط یہ ہے کہ نماز کے وَقت مجھے نماز ادا کرنے سے نہیں روکو گے۔' میں نے یہ تینوں شرطیں قبول کرلیں اور اسے ساتھ لے کر گھر آگیا، جہاں میں نے اسے کام بتایا اور کسی ضروری کام سے باہَر چلا گیا۔ جب میں شام کے وَقت واپس آیا تو دیکھا کہ اس نے عام مزدوروں سے دوگنا کام کیا تھا۔ میں نے بخوشی اس کی اُجرت ادا کی اور وہ چلا گیا۔

دوسرے دِن میں اس نوجوان کی تلاش میں دوبارہ اس چوراہے پر گیا لیکن وہ مجھے نظر نہیں آیا۔ میں نے دوسرے مزدوروں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ہفتے میں صِرف ایک دِن مزدوری کرتا ہے۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ وہ عام مزدور نہیں بلکہ کوئی بڑا آدمی ہے۔ میں نے ان سے اس کا پتہ معلوم کیا اور اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ نوجوان زمین پر لیٹا ہوا تھا اور اسے سخت بخار تھا۔ میں نے اس سے کہا، 'میرے بھائی! تو یہاں اجنبی ہے، تنہا ہے اور پھر بیمار بھی ہے، اگر پسند کرو تو میرے ساتھ میرے گھر چلو اور مجھے اپنی خدمت کا موقع دو۔' اس نے انکار کردیا لیکن میرے مسلسل اِصرار پر مان گیا لیکن ایک شرط رکھی کہ وہ مجھ سے کھانے کی کوئی شے نہیں لے گا، میں نے اس کی یہ شرط منظور کرلی اور اسے اپنے گھر لے آیا۔

وہ تین دِن میرے گھر قِیام پذیر رہا لیکن اس نے نہ تو کسی چیز کا مطالبہ کیا اور نہ ہی کوئی چیز لے کر کھائی۔ چوتھے روز اس کے بخار میں شدت آگئی تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا، 'میرے بھائی! لگتا ہے کہ اب میرا آخری وَقت قریب آگیا ہے لہٰذا جب میں مرجاؤں تو میری اس وصیت پر عمل کرنا کہ 'جب میری روح جسم سے نکل جائے تو میرے گلے میں رسی ڈالنا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانا اور اپنے گھر کے اردگرد چکر لگوانا اور یہ صدا دینا کہ لوگو! دیکھ لو اپنے ربّ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کا یہ حشر ہوتا ہے۔' شاید اس طرح میرا ربّ عزوجل مجھے معاف کردے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو تو مجھے انہی کپڑوں میں دفن کردینا پھر بغداد میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس جانا اور یہ قرآن مجید اور انگوٹھی انہیں دینا اور میرا یہ پیغام بھی دینا کہ 'اللّٰہ عزوجل سے ڈرو! کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت اور نشے کی حالت میں موت آجائے بعد میں پچھتانا پڑے، لیکن پھر اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔'

وہ نوجوان مجھے یہ وصیّت کرنے کے بعد انتقال کرگیا۔ میں اس کی موت کے بعد کافی دیر تک آنسو بہاتا رہا اور غمزدہ رہا۔ پھر (نہ چاہتے ہوئے بھی) میں نے اس کی وصیت پوری کرنے کیلئے ایک رسّی لی اور اس کی گردن میں ڈالنے کا قصد کیا تو کمرے کے ایک کونے سے ندا آئی کہ 'اس کے گلے میں رسّی مت ڈالنا، کیا اللہ عزوجل کے اولیاء سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے؟' یہ آواز سن کر میرے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی۔ یہ سننے کے بعد میں نے اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور اس کے کفن ودفن کا انتظام کرنے چلا گیا۔

اس کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد میں اس کا قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر خلیفہ کے محل کی جانب روانہ ہوگیا۔ وہاں جاکر میں نے اس نوجوان کا واقعہ کاغذ پر لکھا اور محل کے داروغہ سے اس سلسلے میں بات کرنا چاہی تو اس نے مجھے جھڑک دیا اور اندر جانے کی اجازت دینے کی بجائے اپنے پاس بٹھالیا۔ آخر کار خلیفہ نے مجھے اپنے دربار میں طلب کیا اور کہنے لگا، 'کیا میں اتنا ظالم ہوں کہ مجھ سے براہِ راست بات کرنے کی بجائے رقعے کا سہارا لیا؟' میں نے عرض کی، 'اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند کرے، میں کسی ظلم کی فریاد لے کر نہیں آیا بلکہ ایک پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں۔' خلیفہ نے اس پیغام کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے وہ قرآن مجید اور انگوٹھی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ خلیفہ نے ان چیزوں کو دیکھتے ہی کہا، 'یہ چیزیں کس نے دی ہیں؟' میں نے عرض کی، 'ایک گارا بنانے والے مزدور نے.....' خلیفہ نے ان الفاظ کو تین بار دہرایا، 'گارا بنانے والا، گارا بنانے والا، گارا بنانے والا.....' اور رو پڑا۔ کافی دیر تک رونے کے بعد مجھ سے پوچھا، 'وہ گارا بنانے والا اب کہاں ہے؟' میں نے جواب دیا، 'وہ مزدور فوت ہوچکا ہے۔' یہ سن کر خلیفہ بے ہوش کر گر گیا اور عصر تک بے ہوش رہا۔ میں اس دَوران حیران وپریشان وہیں موجود رہا۔ پھر جب خلیفہ کو کچھ افاقہ ہوا تو مجھ سے دریافت کیا، 'اس کی وفات کے وقت تم اس کے پاس تھے؟' میں نے اثبات میں سر ہلا دیا تو کہنے لگا، 'اس نے تجھے کوئی وصیّت بھی کی تھی؟' میں نے اسے نوجوان کی وصیت بتائی اور وہ پیغام بھی دے دیا جو اس نوجوان نے خلیفہ کے لئے چھوڑا تھا۔

جب خلیفہ نے یہ ساری باتیں سنیں تو مزید غمگین ہوگیا اور اپنے سر سے عمامہ اُتار دیا، اپنے کپڑے چاک کرڈالے اور کہنے لگا، 'اے مجھے نصیحت کرنے والے! اے میرے زاہد وپارسا! اے میرے شفیق!.....' اس طرح بہت سے القابات خلیفہ نے اس مرنے والے نوجوان کو دیئے اور مسلسل آنسو بھی بہاتا رہا۔ یہ سارا معاملہ دیکھ کر میری حیرانی اور پریشانی میں مزید اِضافہ ہوگیا کہ خلیفہ ایک عام مزدور کے لئے اس قدر غم زدہ کیوں ہے؟ جب رات ہوئی تو خلیفہ نے مجھ سے اس کی قبر پر لے جانے کی خواہش ظاہر کی تو میں اس کے ساتھ ہولیا۔ خلیفہ چادر میں مُنہ چھپائے میرے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ جب ہم قبرستان میں پہنچے تو میں نے ایک قبر کی طرف اِشارہ کرکے کہا، 'عالی جاہ! یہ اس نوجوان کی قبر ہے۔'

خلیفہ اس کی قبر سے لپٹ کر رونے لگا۔ پھر کچھ دیر رونے کے بعد اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہوگیا اور مجھ سے کہنے لگا 'یہ نوجوان میرا بیٹا تھا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے جگر کا ٹکڑا تھا، ایک دِن یہ رقص وسُرور کی محفل میں گم تھا کہ مکتب میں کسی بچے نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی،

الم یانِ للّذین اٰمنوا ان تخشع قُلوبھم لذِکر اللّٰہِ ط

ترجمۂ کنزالایمان : کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وَقت نہ آیا کہ ان کے دِل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ (پ۲۷، الحدید:۱۶)

جب اس نے یہ آیت سنی تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے تھر تھر کانپنے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور یہ پکار پکار کر کہنے لگا، 'کیوں نہیں؟ کیوں نہیں؟' اور یہ کہتے ہوئے محل کے دروازے سے باہَر نکل گیا۔ اس دِن سے ہمیں اس کے بارے میں کوئی خبر نہ ملی یہاں تک کہ آج تم نے اس کی وفات کی خبر دی۔' (حکایات الصالحین، ص۶۷)

﴿11﴾ بادشاہ کے بیٹے کی توبہ

ایک روز حضرت سیّدنا منصور بن عمار علیہ الرحمۃ بصرہ کی گلیوں میں سے گزر رہے تھے۔ آپ نے ایک جگہ ایک محل نما عمارت دیکھی جس کی دِیوار نقش ونگار سے مزین تھیں اور اس کے اندر خدام وحشم کا ایک ہجوم تھا جو اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ کر مختلف کاموں کو سرانجام دینے میں مصروف تھا۔ اس میں بے شمار خیمے بھی لگے ہوئے تھے اور محل کے دروازے پر دربان بالکل اسی طرح سے بیٹھے تھے جس طرح بادشاہ کے محل کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس محل نما عمارت کے منقش دیوان خانے میں سونے چاندی کا جڑا ہوا تخت رکھا ہوا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ایک انتہائی خوبصورت نوجوان کو اس پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس کے گرد نوکر اور خادم ہاتھ باندھے کسی اشارے کے منتظر تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس محل نما خوبصورت عمارت میں داخل ہونا چاہا تو دربانوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور اندر داخل ہونے سے منع کر دیا۔ میں نے سوچا کہ 'اس وَقت یہ نوجوان دنیا کا بادشاہ بنا بیٹھا ہے لیکن اسے بھی موت تو آنی ہے جب موت آئے گی تو اس کی بناوٹی بادشاہی کا خاتمہ ہو جائے گا جو کچھ اس کے پاس کل تھا وہ اگلے دِن تک نہیں رہے گا لہٰذا مجھے ڈرنا چاہئے اور اس کے پاس جاکر حق بات کی نصیحت کرنی چاہئے شاید اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رَحمت کے دروازے کھول دے۔ چنانچہ میں موقع کی تلاش میں رہا جونہی دربان ذرا مشغول ہوئے میں آنکھ بچا کر اندر داخل ہو گیا میں نے دیکھا کہ اس نوجوان نے کسی عورت کو پکارا 'اے نسواں!' اس کے بلانے پر ایک کنیز حاضر ہوگئی۔

مجھے یوں لگا جیسے اچانک دِن چڑھ آیا ہو۔ اس کے ساتھ اور بھی بہت سی کنیزیں تھیں جن کے ہاتھوں میں خوشبودار مشروب سے بھرے ہوئے برتن تھے۔ اس مشروب کے ساتھ اس نوجوان کے دوستوں کی خدمت کی گئی۔ مشروب سے لطف اندوز ہونے کے بعد اس کے تمام احباب یکے بعد دیگرے اس کو سلام کر کے رُخصت ہونے لگے۔ جب وہ دروازے تک پہنچے تو انہوں نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے خوف زدہ ہونے کے بجائے پوچھا کہ 'کہ یہ نوجوان کون ہے؟' انہوں نے بتایا، 'یہ بادشاہ کا بیٹا ہے۔' میں یہ سن کر تیزی سے اس نوجوان کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے جا کر رُک گیا۔ جب بادشاہ کے بیٹے نے مجھ جیسے فقیر کو بالکل اپنے سامنے کھڑا پایا تو سخت غصّے میں آ گیا اور کہنے لگا، 'ارے پاگل! تو کون ہے؟ تجھے کس نے اندر داخل ہونے دے دیا؟ اور تو میری اجازت کے بغیر یہاں کیسے آیا؟'

میں نے کہا، 'اے شہزادے! ذرا ٹھہر جایئے اور میری لاعلمی کو اپنے حلم اور میری خطا کو اپنے کرم سے درگزر کیجئے، میں ایک طبیب ہوں۔ میرے اتنا کہنے سے اس کا غصّہ ٹھنڈا پڑ گیا اور کہنے لگا، 'ٹھیک ہے، ذرا ہمیں بھی بتایئے کہ آپ کیسے طبیب ہیں؟' میں نے کہا، 'میں گناہوں کے درد اور نافرمانیوں کے زخموں کا علاج کرتا ہوں۔' اس نے کہا، 'اپنا علاج بیان کرو۔' میں نے کہا، 'اے شہزادے! تو اپنے گھر میں آرام سے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور لہو و لعب میں مصروف جبکہ تیرے کارندے باہر لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، کیا تجھے اللہ سے خوف نہیں آتا اس کے دردناک عذاب کا تجھے کوئی ڈر نہیں؟ تجھے اس دِن کا کوئی لحاظ نہیں جس دِن تمام بادشاہوں اور حکمرانوں کو ان کی بادشاہیوں اور حکمرانیوں سے معزول کر دیا جائے گا اور تمام سرکش ظالموں کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں گے، یاد کر اس اندھیری رات کو جو یومِ قیامت کے بعد آنے والی ہے اور جہنم کی وہ آگ جو غصّے کی وجہ سے پھٹنے والی ہے اور غیظ و غضب سے چنگھاڑ رہی ہے، سب لوگ اس کے خوف سے حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ عقل مند آدمی کو دُنیا کی فانی نعمتوں چھن جانے والی حکومتوں اور عورتوں کے ان خوبصورت بدنوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے جو مرنے کے بعد صِرف تین دِن میں خون پیپ اور بدبودار لوتھڑوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں بلکہ عقل مند آدمی تو جنّت کی ان عورتوں (یعنی حوروں) کا طالب ہوتا ہے جن کا خمیر کستوری عنبر اور کافور سے اُٹھایا گیا ہے، جو اتنی حسین وجمیل ہیں کہ آج تک کسی نے ان جیسی حسین و جمیل عورت نہ دیکھی ہے اور نہ ہی سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے متعلق فرمایا ہے:

فِیۡہِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ ۙ لَمۡ یَطۡمِثۡہُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَہُمۡ وَ لَا جَآنٌّ ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

ترجمۂ کنزالایمان: ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جنّ نے، تو اپنے ربّ کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے، گویا وہ لعل اور یاقوت اور مونگا ہیں۔ (پ۲۷، الرحمٰن:۵۶-۵۸)

لہٰذا دانا وہی ہے جو جنّت کی نعمتوں کی خواہش رکھے اور عذابِ جہنم سے بچنے کی کوشش کرے۔'

میری یہ باتیں سن کر بادشاہ کے بیٹے نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا، 'اے طبیب! تو نے تو کسی اسلحے کے بغیر ہی مجھے قتل کر ڈالا ہے، مجھے بتاؤ کیا ہمارا ربّ عزّ وجل اپنے نافرمان بھگوڑے بندوں کو قبول کر لیتا ہے، کیا وہ مجھ جیسے گنہگار کی توبہ قبول فرمائے گا؟' میں نے کہا، 'کیوں نہیں! وہ بڑا غفور و رحیم اور کریم ہے۔' میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے اپنی قیمتی عباء چاک کر ڈالی اور محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ چند سالوں کے بعد جب میں حج کیلئے بیت اللہ شریف گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان طوافِ کعبہ میں مصروف ہے۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہنے لگا، 'آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں وہی بادشاہ کا بیٹا ہوں جس نے آپ کی باتیں سن کر توبہ کی تھی۔' (حکایات الصالحین، ص ۴۷)

﴿12﴾ ڈاکوؤں کے سردار کی توبہ

ایک قافلہ گیلان سے بغداد کی طرف رواں دواں تھا۔ جب یہ قافلہ ہمدان شہر سے روانہ ہوا تو جیسے ہی جنگل شروع ہوا ڈاکوؤں کا ایک گروہ نمودار ہوا اور قافلے والوں سے مال و اسباب لوٹنا شروع کر دیا۔ اس قافلے میں ایک نوجوان بھی تھا جس کی عمر اٹھارہ سال کے لگ بھگ تھی۔ ایک راہزن اس نوجوان کے پاس آیا اور کہنے لگا، 'صاحب زادے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟' نوجوان بولا، 'میرے پاس چالیس دینار ہیں جو کپڑوں میں سلے ہوئے ہیں۔' راہزن نے کہا کہ 'صاحب زادے! مذاق نہ کرو سچ بتاؤ؟' نوجوان نے بتایا، 'میرے پاس واقعی چالیس دینار ہیں یہ دیکھو میری بغل کے نیچے دیناروں والی تھیلی کپڑوں میں سلی ہوئی ہے' راہزن نے دیکھا تو حیران رہ گیا اور نوجوان کو اپنے سردار کے پاس لے گیا اور سارا واقعہ بیان کیا، سردار نے کہا، 'نوجوان! کیا بات ہے لوگ تو ڈاکوؤں سے اپنی دولت چھپاتے ہیں مگر تم نے سختی کئے بغیر اپنی دولت ظاہر کر دی؟' نوجوان نے کہا، 'میری ماں نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت فرمائی تھی کہ 'بیٹا! ہر حال میں سچ بولنا۔' بس میں اپنی والدہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھا رہا ہوں۔' نوجوان کا یہ بیان تاثیر کا تیر بن کر ڈاکوؤں کے سردار کے دِل میں پیوست ہو گیا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا چھلکنے لگا۔ اس کا سویا مقدر جاگ اُٹھا، وہ کہنے لگا، 'صاحبزادے! تم کس قدر خوش نصیب ہو کہ دولت لٹنے کی پرواہ کیے بغیر اپنی والدہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو نبھا رہے ہو اور میں کس قدر ظالم ہوں کہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پامال کر رہا ہوں اور مخلوقِ خدا کا دِل دُکھا رہا ہوں۔' یہ کہنے کے بعد وہ ساتھیوں سمیت سچے دِل سے تائب ہو گیا اور لوٹا ہوا سارا مال واپس کر دیا۔ (تاریخ مشائخ قادریہ، ص ۲۶)

﴿13﴾ ایک قصاب کی توبہ

حضرت سیِّدنا شیخ ابوبکر بن عبداللہ حزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا۔ایک دِن وہ لونڈی کسی کام سے دوسرے گاؤں کو جارہی تھی،قصاب نے موقع غنیمت جان کر اس کا پیچھا کیا اور کچھ دُور جا کر اسے پکڑ لیا۔تب کنیز نے کہا کہ 'اے نوجوان! میرا دِل بھی تیری طرف مائل ہے لیکن میں اپنے ربّ عزوجل سے ڈرتی ہوں۔' جب اس قصاب نے یہ سنا تو بولا، 'جب تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے تو کیا میں اس ذاتِ پاک سے نہ ڈروں؟' یہ کہہ کر اس نے توبہ کرلی اور وہاں سے پلٹ پڑا۔راستے میں پیاس کے مارے دَم لبوں پر آگیا۔اتفاقاً اس کی ملاقات ایک شخص سے ہوگئی جو کہ کسی نبی علیہ السلام کا قاصد تھا۔ اس مردِ قاصد نے پوچھا، 'اے جوان کیا حال ہے؟' قصاب نے جواب دیا، 'پیاس سے نڈھال ہوں۔' قاصد نے کہا کہ 'آؤ ہم دونوں مل کر خدا عزوجل سے دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ابر کے فرشتے کو بھیج دے اور وہ شہر پہنچنے تک ہم پر اپنا سایہ کئے رکھے۔' نوجوان نے کہا کہ 'میں نے تو خدا عزوجل کی کوئی قابلِ ذکر عبادت بھی نہیں کی ہے،میں کس طرح دعا کروں؟ تم دعا کرو میں آمین کہوں گا۔' اس شخص نے دعا کی،بادل کا ایک ٹکڑا ان کے سروں پر سایہ فگن ہوگیا۔

جب یہ دونوں راستہ طے کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ بادل قصاب کے سر پر آگیا اور قاصد دھوپ میں ہوگیا۔ قاصد نے کہا، 'اے نوجوان! تو نے تو کہا تھا کہ تو نے اللہ عزوجل کی کچھ عبادت نہیں کی،پھر یہ بادل تیرے سر پر کس طرح سایہ فگن ہوگیا؟ تو مجھے اپنا حال سنا۔' نوجوان نے کہا، 'اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن ایک کنیز سے خوفِ خدا عزوجل کی بات سن کر میں نے توبہ ضرور کی تھی۔' قاصد بولا، 'تو نے سچ کہا،اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو مرتبہ و دَرجہ تائب (توبہ کرنے والے) کا ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں ہے۔ (کتاب التوابین، توبۃ القصاب والجاریۃ، ص ۷۵)

﴿14﴾ بے ہوش ہونے والے شرابی کی توبہ

حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ نے ایک شرابی کو دیکھا جو مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اپنے شراب آلودہ مُنہ سے 'اللہ اللہ' کہہ رہا تھا۔ آپ نے وہیں بیٹھ کر اس کا مُنہ پانی سے دھویا اور فرمایا، 'اس بے خبر کو کیا خبر؟ کہ ناپاک منہ سے کس پاک ذات کا نام لے رہا ہے۔' منہ دھو کر آپ چلے گئے۔ جب شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ تمہاری بے ہوشی کے عالم میں حضرت سری علیہ الرحمۃ یہاں آئے تھے اور تمہارا منہ دھو کر گئے ہیں۔شرابی یہ سن کر بڑا پشیمان و نادم ہوا اور رونے لگا اور نفس کو مخاطب کر کے بولا، 'بے شرم! اب تو سری علیہ الرحمۃ بھی تجھے اس حال میں دیکھ گئے ہیں،خدا عزوجل سے ڈر اور آئندہ کے لئے توبہ کر۔'

رات کو حضرت سری علیہ الرحمۃ نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا، 'اے سری! تم نے شرابی کا ہماری خاطر منہ دھویا، ہم نے تمہاری خاطر اس کا دِل دھو دیا۔' حضرت سری علیہ الرحمۃ تہجد کے وَقت مسجد میں گئے تو اسی شرابی کو تہجد پڑھتے ہوئے پایا۔

آپ نے اس سے پوچھا، 'تم میں یہ انقلاب کیسے آگیا؟' تو وہ بولا، 'آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں جب کہ اللہ نے آپ کو بتادیا ہے۔' (فیضانِ سنّت بحوالہ روض الفائق، ص ۲۱۷)

﴿15﴾ گناہوں کے دلدل میں پھنسنے والے نوجوان کی توبہ

ایک بُزرگ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بار نصف رات گزر جانے کے بعد میں جنگل کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں میں نے دیکھا کہ چار آدمی ایک جنازہ اُٹھائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ شاید انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور لاش ٹھکانے لگانے کے لیے کہیں جا رہے ہیں۔ جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں نے ہمّت کر کے ان سے پوچھا، 'اللہ عزّوجل کا جو حق تم پر ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے میرے سوال کا جواب دو، کیا تم نے خود اسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے اور اب تم اسے ٹھکانے لگانے کیلئے کہاں لے جا رہے ہو؟' انہوں نے جواب دیا، 'ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی یہ مقتول ہے بلکہ ہم مزدور ہیں اور اس کی ماں نے ہمیں مزدوری دینی ہے، وہ اس کی قبر کے پاس ہمارا انتظار کر رہی ہے آؤ تم بھی ہمارے ساتھ آجاؤ۔' میں تجسس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہولیا۔ ہم قبرستان میں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک تازہ کھدی ہوئی قبر کے پاس ایک بوڑھی خاتون کھڑی تھیں۔ میں ان کے قریب گیا اور پوچھا، 'اماں جان! آپ اپنے بیٹے کے جنازے کو دِن کے وَقت یہاں کیوں نہیں لائیں تا کہ اور لوگ بھی اس کے کفن و دفن میں شریک ہوجاتے؟' انہوں نے کہا، 'یہ جنازہ میرے لختِ جگر کا ہے، میرا یہ بیٹا بڑا شرابی اور گناہ گار تھا، ہر وقت شراب کے نشے اور گناہ کے دلدل میں غرق رہتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلا کر تین چیزوں کی وصیّت کی:

(۱) جب میں مرجاؤں تو میری گردن میں رسی ڈال کر گھر کے اِردگرد گھسیٹنا اور لوگوں کو کہنا کہ گنہگاروں اور نافرمانوں کی یہی سزا ہوتی ہے۔

(۲) مجھے رات کے وَقت دفن کرنا کیونکہ دِن کے وقت جو بھی میرے جنازے کو دیکھے گا مجھے لعن طعن کرے گا۔

(۳) جب مجھے قبر میں رکھنے لگو تو میرے ساتھ اپنا ایک سفید بال بھی رکھ دینا کیونکہ اللہ عزّوجل سفید بالوں سے حیا فرماتا ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ مجھے اس کی وجہ سے عذاب سے بچالے۔'

جب یہ فوت ہوگیا تو میں نے اس کی پہلی وصیت کے مطابق جب میں نے اس کے گلے میں رسی ڈالی اور اسے گھسیٹنے لگی تو ہاتفِ غیبی سے آواز آئی، 'اے بڑھیا! اسے یوں مت گھسیٹو، اللہ عزّوجل نے اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی (یعنی توبہ) کی وجہ سے معاف فرمادیا ہے۔' جب میں نے اس بوڑھی عورت کی یہ بات سنی تو میں اس جنازے کے پاس گیا، اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر اسے قبر میں دفن کردیا۔ میں نے اس کی بوڑھی ماں کے سر کا ایک سفید بال بھی اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیا۔ اس کام سے فارغ ہوکر

جب ہم اس کی قبر کو بند کرنے لگے تو اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکال کر بلند کیا اور آنکھیں کھول دیں۔ میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا لیکن اس نے ہمیں مخاطب کر کے مسکراتے ہوئے کہا، 'اے شیخ! ہمارا ربّ عزّ وجل بڑا غفور و رحیم ہے، وہ احسان کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے اور گنہگاروں کو بھی معاف فرمادیتا ہے۔' یہ کہہ کر اس نے ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کرلیں۔ ہم سب نے مل کر اس کی قبر کو بند کر دیا اور اس پر مٹی درست کر کے واپس آ گئے۔' (حکایات الصالحین، ص ۷۸)

﴿16﴾ ایک امیر نوجوان کی توبہ

حضرت سیّدنا صالح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک محفل میں وعظ فرما رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے بیٹھنے والے ایک نوجوان کو کہا، 'کوئی آیت پڑھو۔' تو اس نے یہ آیت پڑھ دی،

وَ اَنذِرهم يَوم الازِفة اذ القلُوب لدى الحَناجِر كٰظمين ط
مَا لِلظّٰلمينَ مِن حميمٍ وّ لا شفيع يّطاع ،

ترجمۂ کنزالایمان : اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دِن سے جب دِل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔ (پ ۲۴، المؤمن:۱۸)

یہ آیت سن کر آپ نے فرمایا، 'کوئی کیسے ظالم کا دوست یا مددگار ہوسکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا۔ بے شک تم سرکشی کرنے والے گنہگاروں کو دیکھو گے کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا اور وہ برہنہ پاؤں ہوں گے، ان کے جسم بوجھل، چہرے سیاہ اور آنکھیں خوف سے نیلی ہوں گی۔' وہ پکار کر کہیں گے، 'ہم ہلاک ہوگئے! ہم برباد ہوگئے! ہمیں کیوں جکڑا گیا ہے، ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟' فِرِشتے انہیں آگ کے کوڑوں سے ہانکیں گے، کبھی وہ مُنہ کے بل گریں گے اور کبھی انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ جب رو رو کر ان کے آنسو خشک ہوجائینگے تو خون کے آنسو رونا شروع کر دیں گے، ان کے دِل دہل جائیں گے اور حیران و پریشان ہوں گے۔ اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو ان پر نگاہ نہ جما سکے گا، نہ دِل کو سنبھال سکے گا اور یہ ہولناک منظر دیکھنے والے کے بدن پر لرزہ طاری ہوجائے گا۔

یہ کہنے کے بعد حضرت سیّدنا صالح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت روئے اور آہ بھر کر کہنے لگے، 'افسوس! کیسا خوفناک منظر ہوگا۔' یہ کہہ کر پھر رونے لگے اور ان کو روتا دیکھ کر لوگ بھی رونے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا، 'حضور! کیا یہ سارا منظر بروزِ قیامت ہوگا؟' آپ نے جواب دیا، 'ہاں! اور یہ منظر زِیادہ طویل نہیں ہوگا بلکہ جب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو ان کی آوازیں آنا بند ہوجائیں گے۔' یہ سن کر نوجوان نے ایک چیخ ماری اور کہا، 'افسوس! میں نے اپنی زِندگی غفلت میں گزار دی، افسوس! میں کوتاہیوں کا شکار رہا، افسوس! میں اپنے پروردگار عزّ وجل کی اطاعت میں سستی کرتا رہا، آہ! میں نے اپنی

زِندگی ضائع کردی۔' اور رونے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ کہنے لگا، 'اے میرے ربّ عزَّوجلَّ! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کیلئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، مجھے تیرے سوا کسی سے غرض نہیں، مجھ میں جو بُرائیاں ہیں انہیں معاف فرما کر مجھے قبول کرلے، میرے گناہ معاف کردے، مجھ سمیت تمام حاضرین پر اپنا کرم وفضل فرما اور ہمیں اپنی سخاوت سے مالا مال کردے، یاارحم الراحمین! میں نے گناہوں کی گٹھڑی تیرے سامنے رکھ دی ہے اور صدقِ دل سے تیرے سامنے حاضر ہوں، اگر تو مجھے قبول نہیں کرے گا تو میں ہلاک ہوجاؤں گا۔' اتنا کہہ کر وہ نوجوان غش کھا کر گرا اور بے ہوش ہوگیا اور چند دِن بسترِ علالت پر گزار کر انتقال کر گیا۔ اس کے جنازے میں کثیر لوگ شامل ہوئے اور رو رو کر اس کے لئے دُعائیں کی گئیں۔ حضرت سیّدنا صالح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اس کا ذکر اپنے وعظ میں کیا کرتے۔ ایک دِن کسی نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، 'تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟' تو اس نے جواب دیا، 'مجھے حضرت صالح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل سے برکتیں ملیں اور مجھے جنّت میں داخل کردیا گیا۔' (کتاب التوابین، توبۃ فتی من الازددان، ص ۲۵۰-۲۵۲)

﴿17﴾ ایک گائیکہ کی توبہ

بصرہ میں ایک نہایت حسین وجمیل عورت رہا کرتی تھی۔ لوگ اسے شعوانہ کے نام سے جانتے تھے۔ ظاہری حسن وجمال کے ساتھ ساتھ اس کی آواز بھی بہت خوبصورت تھی۔ اپنی خوبصورت آواز کی وجہ سے وہ گائیکی اور نوحہ گری میں مشہور تھی۔ بصرہ شہر میں خوشی اور غمی کی کوئی مجلس اس کے بغیر ادھوری تصوُّر کی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے پاس بہت سا مال و دولت جمع ہوگیا تھا۔ بصرہ شہر میں فسق وفجور کے حوالے سے اس کی مثال دی جاتی تھی۔ اس کا رہن سہن امیرانہ تھا، وہ بیش قیمت لباس زیبِ تن کرتی اور گراں بہا زیوارت سے بنی سنوری رہتی تھی۔

ایک دِن وہ اپنی رومی اور ترکی کنیزوں کے ساتھ کہیں جارہی تھی۔ راستے میں اس کا گزر حضرت صالح المری علیہ الرحمۃ کے گھر کے قریب سے ہوا۔ آپ اللہ عزَّوجلَّ کے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ آپ باعمل عالمِ دِین اور عابدوزاہد تھے۔ آپ اپنے گھر میں لوگوں کو وعظ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے وعظ کی تاثیر سے لوگوں پر رِقت طاری ہوجاتی اور وہ بڑی زور زور سے آہ وبکاء شروع کردیتے اور اللہ عزَّوجلَّ کے خوف سے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ جب شعوانہ نامی وہ عورت وہاں سے گزرنے لگی تو اس نے گھر سے آہ وفغاں کی آوازیں سنیں۔ آوازیں سن کر اسے بہت غصہ آیا۔ وہ اپنی کنیزوں سے کہنے لگی، 'تعجب کی بات ہے کہ یہاں نوحہ کیا جارہا ہے اور مجھے اس کی خبر تک نہیں دی گئی۔' پھر اس نے ایک خادمہ کو گھر کے حالات معلوم کرنے کیلئے اندر بھیج دیا۔ وہ لونڈی اندر گئی اور اندر کے حالات دیکھ کر اس پر بھی خدا عزَّوجلَّ کا خوف طاری ہوگیا اور وہ وہیں بیٹھ گئی۔ جب وہ واپس نہ آئی تو شعوانہ نے کافی انتظار کے بعد دوسری اور پھر تیسری لونڈی کو اندر بھیجا مگر وہ بھی واپس نہ لوٹیں۔ پھر اس نے

چوتھی خادمہ کو اندر بھیجا جو تھوڑی دیر بعد واپس لوٹ آئی اور اس نے بتایا کہ گھر میں کسی کے مرنے پر ماتم نہیں ہو رہا بلکہ اپنے گناہوں پر آہ وبکاء کی جارہی ہے، لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ عزوجل کے خوف سے رو رہے ہیں۔'

شعوانہ نے یہ سنا تو ہنس دی اور ان کا مذاق اُڑانے کی نیت سے گھر کے اندر داخل ہوگئی۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جونہی وہ اندر داخل ہوئی اللہ عزوجل نے اس کے دِل کو پھیر دیا۔ جب اس نے حضرت صالح المری علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو دِل میں کہنے لگی، 'افسوس! میری تو ساری عمر ضائع ہوگئی، میں نے انمول زِندگی گناہوں میں اکارت کردی، وہ میرے گناہوں کو کیونکر معاف فرمائے گا؟' انہیں خیالات سے پریشان ہو کر اس نے حضرت صالح المری علیہ الرحمۃ سے پوچھا، 'اے امام المسلمین! کیا اللہ عزوجل نافرمانوں اور سرکشوں کے گناہ بھی معاف فرمادیتا ہے؟' آپ نے فرمایا، 'ہاں! یہ وعظ ونصیحت اور وعدے وعیدیں سب انہیں کے لیے تو ہیں تاکہ وہ سیدھے راستے پر آجائیں۔' اس پر بھی اس کی تسلی نہ ہوئی تو وہ کہنے لگی، 'میرے گناہ تو آسمان کے ستاروں اور سمندر کی جھاگ سے بھی زِیادہ ہیں۔' آپ نے فرمایا، 'کوئی بات نہیں! اگر تیرے گناہ شعوانہ سے بھی زِیادہ ہوں تو بھی اللہ عزوجل معاف فرمادے گا۔' یہ سن کر وہ چیخ پڑی اور رونا شروع کردیا اور اتنا روئی کہ اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگی، 'حضرت! میں ہی وہ شعوانہ ہوں جس کے گناہوں کی مثالیں دی جاتی ہیں۔' پھر اس نے اپنا قیمتی لباس اور گراں قدر زیور اُتار کر پُرانا لباس پہن لیا اور گناہوں سے کمایا ہوا سارا مال غرباء میں تقسیم کردیا اور اپنے تمام غلام اور خادمائیں بھی آزاد کردیں۔ پھر اپنے گھر میں مقید ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد وہ شب وروز اللہ عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتی اور اپنے گناہوں پر روتی رہتی اور ان کی معافی مانگتی رہتی۔ رو رو کر ربّ عزوجل کی بارگاہ میں التجائیں کرتی، 'اے توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھنے والے اور گنہگاروں کو معاف فرمانے والے! مجھ پر رحم فرما، میں کمزور ہوں تیرے عذاب کی سختیوں کو برداشت نہیں کرسکتی، تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے اور مجھے اپنی زِیارت سے مشرف فرما۔' اس نے اسی حالت میں چالیس سال زِندگی بسر کی اور انتقال کرگئی۔ (حکایات الصالحین، ص ۷۴)

﴾18﴿ ایک وزیر کی توبہ

حضرت سیّدنا جعفر بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے پہل بہت مالدار شخص تھے اور اسی کے بل بوتے پر بادشاہ کے وزیر بھی بن گئے اور لوگوں پر ظلم وستم ڈھانا شروع کردیا۔ ایک دِن آپ نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا،

الم یانِ للّذین اٰمنوا ان تخشع قُلوبھم لِذِکر اللّٰہِ ط

ترجمۂ کنز الایمان : کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وَقت نہ آیا کہ ان کے دِل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ (پ ۲۷، الحدید: ۱۶)

یہ سن کر آپ نے ایک چیخ ماری اور کہا، 'اے میرے ربّ عزوجل! کیوں نہیں؟' آپ بار بار یہی کہتے جاتے اور روتے جاتے۔ پھر اپنی سواری سے اُتر کر اپنے کپڑے اُتارے اور دریائے دجلہ میں چھپ گئے۔ ایک شخص جو آپ کے حالات سے واقف تھا، دریائے دجلہ کے قریب سے گزرا تو آپ کو پانی میں کھڑے ہوئے پایا۔ چنانچہ اس نے آپکو ایک قمیص اور تہبند بھجوایا۔ آپ نے ان کپڑوں سے اپنا بدن ڈھانپا اور پانی سے باہر نکل آئے۔ لوگوں سے ظالمانہ لیا گیا مال واپس کر دیا اور بچ رہنے والا مال صدقہ کر دیا۔ اس کے بعد آپ تحصیلِ علم اور عبادت میں مشغول ہو گئے، حتیٰ کہ انتقال کر گئے۔ (کتاب التوابین، جعفر بن حرب، ص ۱۶۳)

﴿19﴾ اژدہے سے بچنے والے کی توبہ

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ ایک روز نیل کے ساحل کی طرف تشریف لے گئے۔ اس وَقت آپ کسی گہری سوچ میں مگن تھے۔ اچانک آپ نے ایک بہت بڑے بچھو کو تیزی کے ساتھ ساحل کی طرف جاتے دیکھا۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کے پیچھے پیچھے پانی کے کنارے جا پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ دریا میں سے ایک مینڈک نکلا، بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہوا اور وہ مینڈک اسے لے کر دریا میں تیرنے لگا اور دریا پار کر گیا۔ حضرت ذوالنون مصری بھی ان کے پیچھے پیچھے دریا کے پار چلے گئے۔ آپ جب دوسرے کنارے پر پہنچے تو بچھو مینڈک کی پیٹھ سے اُتر کر ایک طرف کو چلنے لگا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد ایک درخت کے نیچے جا پہنچا۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان زمین پر مدہوش پڑا ہوا تھا اور اس کے سینے پر ایک اژدھا اسے ڈسنے کے لیے اپنا پھن پھیلائے جھوم رہا تھا۔ وہی بچھو تیزی کے ساتھ آیا اور اس اژدھے کو ڈنک مار دیا اور واپس چلا گیا۔ اس کے ڈنک سے وہ اژدھا مر گیا۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ نے سوچا کہ یہ نوجوان کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ اللہ عزوجل کا کوئی بندہ ہے لہٰذا اس کی قدم بوسی کرنی چاہیے۔ آپ اس کی قدم بوسی کے لیے اس کے قریب ہوئے تو اس کے پاس سے شراب کی بی سخت بدبو آئی۔ آپ حیران ہو گئے کیونکہ وہ ایک شرابی آدمی تھا۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی، 'اے ذوالنون! حیران کیوں ہوتا ہے، یہ بھی ہمارا ہی بندہ ہے، اگر اللہ عزوجل صِرف نیکوکاروں ہی کی حفاظت فرمائے گا تو گنہگاروں کی حفاظت کون کرے گا؟' آپ اس بات سے وجد میں آگئے اور کافی دیر تک وجد کی کیفیت میں یہ شعر پڑھتے رہے:

ترجمہ: اے خوش نصیب سونے والے جس کی خود ربّ جہاں ہر طرف سے حفاظت فرما رہا ہے اور تو تاریکی میں گناہوں میں متحرک رہتا ہے۔ اس بادشاہ کی طرف سے آنکھیں کیونکر غافل ہو جاتیں جو تجھے ہر طرح کی نعمتوں کے فوائد عطا فرما رہا ہے۔

جب سورج غروب ہونے لگا اور ساحل پر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو اس نوجوان کے بدن میں حرکت پیدا ہوئی۔ جب اس کا نشہ اُترا تو اسے کچھ ہوش آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور اپنے سامنے حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کو دیکھ کر شرمندہ

ہوگیا اور خجالت سے پوچھنے لگا، 'اے قبلہ عالم! آپ یہاں کیسے؟' آپ نے فرمایا، 'اسے چھوڑو، اپنے بارے میں بتاؤ، تم کون ہو؟' اس نے کہا، 'آپ دیکھ ہی رہے ہیں میں شرابی آدمی ہوں۔' آپ نے فرمایا، 'ادھر دیکھو۔' جب اس نے مرے ہوئے اژدھے کو دیکھا تو اس کے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا اور وہ خوف سے کانپنے لگا۔ آپ نے اسے ابتداء سے لے کر انتہا تک سارا واقعہ سنایا تو وہ رو پڑا اور اپنے مُنہ پر مٹی ملنے لگا اور کہنے لگا، 'اگر وہ ذات اپنے گناہگاروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتی ہے تو نیکوکاروں کو کتنا نوازتی ہوگی۔'

یہ کہہ کر جنگل کی طرف چلا گیا اور سخت مجاہدوں میں مصروف ہوگیا۔ آخر کار ایک وَقت ایسا آیا کہ اس کا شمار اللہ عزوجل کے مقبول بندوں میں ہونے لگا۔ اللہ عزوجل نے اس پر اتنا کرم فرمایا کہ اگر وہ دُور سے بھی کسی بیمار کو دَم کر دیتا تو اللہ عزوجل اسے شفا عطا فرما دیتا۔ (حکایات الصالحین، ص ۴۷)

﴿20﴾ ایک عاشق کی توبہ

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کی توبہ کے بارے میں منقول ہے کہ 'آپ ایک عورت پر اس قدر فریفتہ ہوگئے کہ کسی پل چین ہی نہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ سردیوں کی ایک طویل رات میں صبح تک اس کے مکان کے سامنے انتظار میں کھڑے رہے تھے۔ حتیٰ کہ فجر کا وَقت ہوگیا تو آپ کو شدید ندامت ہوئی کہ 'میں مفت میں ایک مخلوق کی خاطر اتنا انتظار کرتا رہا، اگر میں یہ رات عبادت میں گزارتا تو اس سے لاکھ درجے اچھا تھا۔' چنانچہ آپ نے فوراً توبہ کی اور عبادتِ الٰہی عزوجل میں مصروف ہوگئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۶۶)

﴿21﴾ ایک رئیس کی توبہ

ایک رئیس، حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قلبی عناد رکھتا تھا اور (معاذاللہ) آپ کو یہودی تک کہہ جایا کرتا تھا۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا، 'میں تیری بیٹی کی شادی ایک یہودی کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔' یہ سن کر اس نے غصّے سے کہا، 'آپ مسلمانوں کے امام ہو کر ایسی بات کرتے ہیں؟ میں تو ایسی شادی کو قطعاً حرام تصور کرتا ہوں۔' آپ نے فرمایا، 'تیرے حرام جاننے سے کیا فرق پڑتا ہے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں (معاذاللہ عزوجل) ایک 'یہودی' کے نکاح میں دے دیں؟ وہ رئیس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اِشارہ سمجھ گیا اور توبہ کر کے اپنے بُرے خیالات سے باز آگیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب ھیجدھم ، ذکر ابو حنیفہ، ص ۱۸۹)

اس کی نافرمانی بھی کرو؟' اس نوجوان نے کہا، 'نہیں اور کیا، دوسری بات بیان فرمائیے۔' آپ نے فرمایا، 'دوسری بات یہ ہے کہ جب تم کوئی گناہ کرنے لگو تو اللہ عزوجل کے ملک سے باہر نکل جاؤ۔' وہ کہنے لگا، 'یہ تو پہلی بات سے بھی مشکل ہے کہ مشرق سے مغرب تک اللہ عزوجل ہی کی مملکت ہے۔' آپ نے ارشاد فرمایا، 'تو کیا یہ مناسب ہے کہ جس کا رزق کھاؤ، یا جس کے ملک میں رہو، اس کی نافرمانی بھی کرو؟' نوجوان نے نفی میں سرہلایا اور کہا، 'تیسری بات بیان فرمائیں۔' آپ نے ارشاد فرمایا، 'تیسری بات یہ ہے کہ جب تم کوئی گناہ کرو تو ایسی جگہ کرو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔' اس نے کہا، 'حضور! یہ کیسے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ تو ہر بات کا جاننے والا ہے کوئی اس سے کیسے چھپ سکتا ہے؟' تو آپ نے فرمایا، 'تو کیا یہ اچھا لگے گا کہ تم اس کا رزق کھاؤ، اس کی مملکت میں بھی رہو اور پھر اسی کے سامنے اس کی نافرمانی بھی کرو؟' نوجوان نے کہا، 'نہیں، چوتھی بات بیان فرمائیں۔' آپ نے فرمایا، 'چوتھی بات یہ ہے کہ جب ملک الموت علیہ السلام تمہاری روح قبض کرنے تشریف لائیں تو ان سے کہنا، 'کچھ دیر کے لئے ٹھہر جائیں تاکہ میں توبہ کر کے چند اچھے اعمال کرلوں۔' اس نے کہا، 'یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اس مطالبے کو مان لیں۔' تو آپ نے ارشاد فرمایا، 'جب تم جانتے ہو کہ موت یقینی ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں تو چھٹکارے کی توقع کیسے کرسکتے ہو؟' اس نے عرض کی، 'پانچویں بات ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا، 'پانچویں بات یہ ہے کہ جب زبانیہ آئے اور تجھے جہنم کی طرف لے جایا جائے تو مت جانا۔' اس نے عرض کی، 'وہ نہیں مانیں گے اور نہ مجھے چھوڑیں گے۔' تو آپ نے ارشاد فرمایا، 'تو پھر تم نجات کی اُمید کیسے رکھ سکتے ہو؟' وہ نوجوان پکار اُٹھا، 'مجھے یہ نصیحت کافی ہے، اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔' اس کے بعد وہ نوجوان مرتے دَم تک عبادت میں مشغول رہا۔ (کتاب التوابین ، توبۃ شاب مسرف علی نفسہ، ص ۲۸۵)

﴿24﴾ فاحشہ عورت کے عشق میں مبتلا، نوجوان کی توبہ

مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں دو دوست تھے۔ یہ دونوں ایک پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان میں سے ایک شہر میں کچھ خریدنے آیا تو اس کی نگاہ ایک فاحشہ عورت پر پڑ گئی اور وہ اس کے عشق میں گرفتار ہوگیا اور اس کی مجلس اختیار کرلی۔ جب کچھ روز گزر گئے اور وہ واپس نہ آیا تو دوسرا دوست اسے تلاش کرتا ہوا شہر میں پہنچا، معلومات کرنے پر اس کے بارے میں سب کچھ جان گیا۔

یہ اس سے ملنے پہنچا تو عاشق دوست نے شرمندہ ہوکر کہا کہ 'میں تو تجھے جانتا ہی نہیں۔' اس نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا، 'پیارے بھائی! دِل کو اس کام میں مشغول نہ کر، میرے دِل میں جس قدر شفقت آج پیدا ہوئی ہے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔' یہ کہہ کر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔ گناہ گار دوست نے جب اس کی طرف سے محبت کا یہ مظاہرہ دیکھا تو جان لیا کہ

'میں اس کی نگاہوں سے گرا نہیں ہوں۔' پس فوراً طائف کی محفل سے اُٹھا، توبہ کی اور اس کے ساتھ واپس آ گیا۔ (کیمیائے سعادت، رکن دوم، در معاملات اصل چهارم، پیدا کردن حقوق دوستی، ج ۱، ص ۳۸۱)

﴿25﴾ اہل ہاشمی نوجوان کی توبہ

بنوامیہ کا حسین وجمیل نوجوان موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی اپنے عیش وعشرت، خوش لباسی اور خوبصورت کنیزوں اور غلاموں کے جھرمٹ میں زِندگی بسر کرنے کا عادی تھا۔ انواع واقسام کے کھانوں سے اس کا دسترخوان ہمہ وَقت لبریز رہتا۔ زرق برق ملبوسات میں لپٹا مجلسِ طرب سجائے، ساری ساری رات غم وآلامِ دُنیا سے بے خبر پڑا رہتا۔ ایک سال میں تین لاکھ تین ہزار دِینار کی آمدنی تھی، جسے مکمل طور پر اپنی عیاشیوں میں خرچ کر دیتا۔ اس نے شارع عام پر نہایت بلند وبالا خوبصورت محل بنوا رکھا تھا۔ اپنے محل میں بیٹھا کبھی تو وسیع گزرگاہوں کی رونقوں سے محظوظ ہوتا اور کبھی پچھلی جانب واقع شاندار باغ میں مجلسِ طرب سجاتا۔ محل میں ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک قبہ تھا، جس میں چاندی کی کیلیں تھیں۔ اس کے بیچ میں ایک قیمت تخت خاص شہزادے کے بیٹھنے کیلئے بنایا گیا تھا۔ موسیٰ اس پر شان وشوکت کے ساتھ بیٹھتا، اِردگرد دوست احباب کی نشستیں ہوتیں۔ پشت پر خدام وغلام باادب کھڑے ہوتے۔ قبے کے باہر گانے والوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی، جہاں سے وہ نغمہ وسرور کے ذَرِیعے اس کا اور اس کے دوستوں کا دِل بہلاتے۔ کبھی خوبصورت گانے والیاں بھی رونقِ مجلس بڑھاتیں۔ رات ڈھلے عیش وعشرت سے تھک کر کنیزوں میں سے جس کے ہمراہ چاہتا شب باشی کرتا۔ دِن کو شطرنج کی بساطیں جمتیں۔ کبھی بھولے سے بھی اس کی مجلس میں موت یا غم وآلام کا تذکرہ نہ چھڑتا۔ اسی عالمِ سرمستی وشباب میں ستائیس سال گزر گئے۔

ایک رات وہ اسی طرح عیش وعشرت میں محو تھا کہ یکایک ایک دَردناک چیخ کی آواز اُبھری، جو گانے والوں کی آواز کے مشابہ تھی۔ اس آواز کا کانوں سے ٹکرانا تھا کہ محفل پر سناٹا چھا گیا۔ موسیٰ نے قبے سے سَر نکالا اور آواز کا تعاقب کرنے لگا۔ شراب وشباب کا یہ رسیا، اس کرب ناک آواز کو برداشت نہ کر سکتا۔ غلاموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو تلاش کرو اور میرے پاس لاؤ۔ غلام وخدام محل سے باہر نکلے، انہیں قریبی مسجد میں ایک کمزور، لاغر اور نحیف ونزار نوجوان ملا، جس کا بدن ہڈیوں کا پنجر بن چکا تھا، رنگ زرد، لب خشک، بال پریشاں، دو پھٹی چادروں میں لپٹا ربّ کائنات کے حضور مناجات کر رہا تھا۔ خادموں نے اسے ہاتھ پاؤں سے پکڑا اور موسیٰ کے سامنے حاضر کر دیا۔ موسیٰ نے اس سے تکلیف کا سبب پوچھا، نوجوان نے کہا دراصل میں قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہا تھا، دَورانِ تلاوت ایک مقام ایسا آیا کہ اس نے مجھے بے حال کر دیا۔ موسیٰ نے کہا 'وہ کون سی آیات تھیں میں بھی تو سنوں۔' نوجوان نے تعوذ وتسمیہ کے بعد یہ آیات تلاوت کیں:

اِنَّ الابرار لفی نعیم ۔علی الاَرآئِک یَنظرون ۔ تعرف فی وُجوھھم نضرۃَ النّعیم ۔ یسقَون منۤ رّحیق مختوم ۔ ختٰمہ مسک وّ فی ذٰلک فلیتنا فسِ المتنافسُون ۔ مزاجُہ' مِن تسنِیم ۔ عینا یّشرب بھا المُقرّبون ۔

ترجمۂ کنزالایمان : بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی پہچانے، نِتھری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر چاہئے کہ للچائیں للچانے والے اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے وہ چشمہ جس سے مقربانِ بارگاہ پیتے ہیں۔ (پ ۳۰، المطففین: ۲۲-۲۸)

تلاوت کرنے کے بعد نوجوان نے کہا ''اے فریب خوردہ! بھلا وہ نعمتیں کہاں اور تیری یہ مجلس کہاں؟ جنّتی تخت کچھ اور ہی ہوگا، اس پر نرم ونازک بستر ہوں گے، جن کے استر استبرق کے ہوں گے۔ سبز قالینوں اور بستروں پر ٹیک لگائے لوگ آرام کرتے ہوں وہاں دو نہریں ساتھ ساتھ بہتی ہیں، وہاں ہر پھل کی دو قسمیں ہیں۔ وہاں کے میوے کبھی ختم نہ ہوں گے اور ان سے جنّتیوں کو کوئی روکنے والا ہوگا۔ اہلِ جنّت، جنت کے پسندیدہ عیش میں ہمیشہ رہیں گے، وہاں انہیں کوئی ناگوار بات سنائی نہ دے گی۔ وہاں اونچے اونچے تختوں کے اِردگرد چمک دار آب خورے قطار سے رکھے ہوں گے۔ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کے لئے ہوں گی اور کافروں کے لئے کیا ہوگا؟ ان کے لئے آگ ہی آگ ہوگی، آگ بھی ایسی کہ کبھی سرد نہ ہونے والی، کافر اس میں ہمیشہ رہیں گے ان کا عذاب کبھی موقوف نہ ہوگا، وہ اس میں اوندھے مُنہ پڑے ہوں گے اور جب انہیں سَر کے بل گھسیٹا جائے گا تو کہا جائے گا ''لو یہ عذاب چکھو۔'' ان پُر اثر کلمات کے باعث موسیٰ کے دِل کی دُنیا میں اِنقلاب برپا ہوگیا، بے اختیاری میں تخت سے اُترا اور اس نوجوان سے لپٹ کر رو پڑا، پھر تمام خدام وغلام وکنیزوں کو رُخصت کر کے نوجوان کو ساتھ لئے گھر کے اندرونی حصّے میں چلا گیا اور ایک بوریے پر بیٹھ کر اپنی جوانی کے ضائع ہونے پر خود کو ملامت کرنے لگا۔ نوجوان اسے دِلاسا دیتا اور اللہ تعالیٰ کی ستاری وغفاری یاد دِلاتا رہا۔ اسی عالم میں پوری رات گزر گئی۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ نے سچی توبہ کی، تازہ غسل کیا اور نوجوان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، عبادتِ الٰہیہ کو اپنا مقصد بنا لیا۔ (روض الریاحین، ص ۱۲۲)

﴿26﴾ لھو و لعب میں مشغول شخص کی توبہ

حضرت ابوہاشم صوفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے بصرہ جانے کا اِرادہ کیا اور ایک کشتی میں سوار ہونے کے لئے بڑھا۔ اس کشتی میں ایک مرد تھا جس کے ہمراہ اس کی کنیز تھی۔ اس مرد نے مجھ سے کہا، ''کشتی میں جگہ نہیں ہے۔'' کنیز نے اس سے میری سفارش کی تو اس نے مجھے بھی کشتی میں سوار کر لیا۔ جب ہم کچھ آگے بڑھے تو مرد نے کھانا منگوایا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔ کنیز نے اس سے کہا، ''اس مسکین کو بھی اپنے کھانے میں شریک کر لو۔'' چنانچہ اس نے مجھے بھی کھانے میں شریک کر لیا۔ جب ہم کھانا

کھا چکے تو وہ کنیز سے کہنے لگا، 'شراب لاؤ۔' جب وہ شراب لائی تو وہ اسے پینے لگا۔ اس نے کنیز سے مجھے بھی شراب پلانے کو کہا لیکن میں نے منع کر دیا۔ جب وہ شخص نشے سے چُور ہو گیا تو اس نے کنیز سے کہا، 'اپنے ساز لے آؤ۔' کنیز نے ساز سنبھالا اور گانا گانے لگی۔ پھر وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا اور کہا، 'کیا تمہارے پاس اس (گانے) جیسا کچھ ہے؟' میں نے جواب دیا، 'ہاں! میرے پاس وہ ہے جو اس سے کہیں زیادہ بہتر اور بھلا ہے۔' اس نے کہا، 'سناؤ۔' میں نے **اعوذ با للّٰہ من الشیطٰن الرّجیم** پڑھنے کے بعد یہ آیات تلاوت کیں:

اِذا الشّمس کوّرت ۔ و اِذا النّجوم انکدرت ۔ وَ اِذا الْجبال سیّرت ۔

ترجمۂ کنزالایمان : جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔ (پ ۳۰، التکویر: ۱،۳)

ان آیات کو سن کر وہ شخص رونے لگا جب میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر پہنچا:

وَ اِذا الصُّحف نُشِرت ۔

ترجمۂ کنزالایمان : اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں۔ (پ ۳۰، التکویر: ۱۰)

تو وہ کہنے لگا، 'اے کنیز! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کرتا ہوں، اس شراب کو بہا دو اور ساز توڑ ڈالو۔' پھر اس نے مجھے قریب بلایا اور کہنے لگا، 'میرے بھائی! تم کیا کہتے ہو، کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمالے گا؟' میں نے جواب میں یہ آیت پڑھ دی،

اِنّ اللّٰہ یحبّ التّوا بِین و یحبّ المُتطھّریْن ۔

ترجمۂ کنزالایمان : بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (پ ۲، البقرۃ: ۲۲۲)

﴿27﴾ نصرانی طبیب کی توبہ

حضرت سیّدنا شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئے۔ لوگ آپ کو علاج کے لئے شفاء خانے لے گئے۔ شفاء خانے میں بغداد کے وزیر علی بن عیسیٰ نے آپ کی حالت دیکھی تو فوراً بادشاہ سے رابطہ کیا کہ کوئی تجربہ کار معالج بھیجئے۔ بادشاہ نے ایک طبیبِ حاذق کو بھیج دیا جو اپنے فن میں بہت ماہر تھا لیکن اس کا مذہب نصرانی تھا۔ اس نے شیخ کے علاج کے لئے سر توڑ کوششیں کیں لیکن آپ کو شفاء نہ ہوئی۔ ایک دِن طبیب کہنے لگا، 'اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے پارۂ گوشت سے آپ کو شفاء مل جائے گی تو اپنے بدن کا گوشت کاٹ کر دینا بھی مجھ پر کچھ گراں نہ ہوتا۔'

یہ سن کر شیخ شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، 'میرا علاج اس سے بھی کم میں ہو سکتا ہے۔' طبیب نے دریافت کیا، 'وہ کیا؟' ارشاد فرمایا، زنّار (عیسائیوں کی مذہبی علامت) توڑ دے اور مسلمان ہو جا۔' یہ سن کر اس نے عیسائیت سے توبہ کر لی اور مسلمان ہو گیا اور اس کے مسلمان ہونے پر شیخ شبلی علیہ الرحمۃ بھی تندرست ہو گئے۔ (روض الریاحین، ص ۲۷۱)

﴿28﴾ ایک عاشق کی توبہ

حضرت سیّدنا ابو حفص حداد علیہ الرحمۃ ابتداء میں ایک لونڈی پر عاشق ہو کر اپنے صبر وقرار کو کھو بیٹھے۔ کسی نے آپ کو بتایا کہ 'فلاں علاقے میں ایک یہودی رہتا ہے، وہ بہترین جادو جانتا ہے، وہ یقیناً تم کو تمہاری محبوبہ سے ملا دے گا۔' آپ فوراً اس یہودی کے پاس پہنچے اور اس سے اپنا تمام حال بیان کیا۔ اس یہودی نے کہا کہ 'تمہارا کام ہو جائے گا لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ تم چالیس دِن تک کسی بھی قسم کا نیک عمل نہیں کرو گے، پہلے اس پر عمل کرو پھر میرے پاس آنا۔'

آپ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور چالیس دِن حسبِ شرط گزارنے کے بعد آپ اس کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے جادو کرنا شروع کیا، لیکن اس کا کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔ کئی مرتبہ کوشش کرنے کے بعد اس نے کہا کہ 'ہو نہ ہو، تم نے ان چالیس دِنوں میں کوئی نہ کوئی نیکی ضرور کی ہے، ورنہ میرا جادو کبھی ناکام نہ جاتا۔' آپ نے فرمایا، 'ویسے تو مجھے کوئی قابل ذکر چیز یاد نہیں، ہاں ایک دِن راستے میں پڑے ہوئے پتھر کو اس خیال سے ایک طرف کر دیا تھا کہ کوئی مسلمان بھائی اس سے ٹکرا کر زخمی نہ ہو جائے۔' یہ سن کر اس جادوگر نے کہا، 'کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اس پروردگار کی عبادت چھوڑ کر بیٹھے ہیں کہ جس نے آپ کے ایک معمولی سے عمل کو وہ شرف قبولیت بخشا کہ میرا جادو مکمل طور پر ناکام ہو گیا۔' اس بات سے آپ کے دِل میں ایک آگ سے لگ گئی، فوراً توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو کر کچھ ہی عرصہ میں درجۂ وِلایت پر فائز ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب سی و ھشتم، ذکر ابو حفص حداد، ج ۱، ص ۲۷۶)

﴿29﴾ ساز بجانے والے نوجوان کی توبہ

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبرستان میں حاضری دے کر واپس لوٹ رہے تھے کہ راستے میں ایک نوجوان پر نظر پڑی جو بربط (ساز کا آلہ) بجا رہا تھا۔ آپ نے اسے دیکھ کر 'لا حول ولا قوۃ اِلا باللّٰہِ العلی العظیم' پڑھا تو وہ نوجوان طیش میں آ گیا اور بربط کو اس زور سے آپ کے سر پر دے مارا کہ آپ کا سَرِ مُبارَک زخمی ہو گیا اور وہ بربط بھی ٹوٹ گیا۔ آپ اس نوجوان کو کچھ کہے بغیر وہاں سے چلے آئے۔ گھر پہنچ کر آپ نے اپنے غلام کے ذَریعے بربط کی قیمت اور حلوا بھیجا اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور چونکہ میری وجہ سے تمہارا بربط ٹوٹ گیا تھا جس سے تمہارا دِل رنجیدہ ہوا ہو تو حلوا کھا لو تا کہ تمہارا صدمہ ختم ہو جائے۔ وہ نوجوان آپ کے اس حُسنِ اخلاق سے ایسا متاثر ہوا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب چہاردھم، باب یزید بسطامی، ج ۱، ص ۱۳۷-۱۳۸)

﴿30﴾ عورت سے زیادتی کرنے والے کی توبہ

مروی ہے کہ ایک شخص کا گزر کسی حسین ترین عورت کے پاس سے ہوا۔ اس پر نگاہ پڑتے ہی اس کے دِل میں برائی کا اِرادہ پیدا ہوگیا وہ اس کے پاس گیا اور اپنے اِرادے کا اِظہار کیا۔ عورت نے کہا، 'جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس کے دھوکے میں نہ پڑ، ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔' لیکن مرد پر شیطان سوار رہا حتیٰ کہ اس نے زبردستی عورت پر قابو پالیا۔ عورت کے ایک طرف آگ کے انگارے پڑے ہوئے تھے اس نے ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا حتیٰ کہ وہ جل کر کوئلہ ہوگیا۔ جب مرد گناہ سے فارغ ہوا تو اس نے حیرت و تعجب سے پوچھا، 'یہ تو نے اپنا ہاتھ کس لیے جلا ڈالا؟' عورت نے کہا، 'جب تو نے زبردستی مجھ پر قابو پالیا تو میں ڈر گئی کہ لذّتِ گناہ میں کہیں میں بھی تیری شریک نہ ہوجاؤں اور اس کی وجہ سے مجھے بھی گنہگار ٹھہرا دیا جائے، پس اسی وجہ سے میں نے اپنا ہاتھ جلانا مناسب خیال کیا۔'

مرد یہ بات سن کر شرم سے پانی پانی ہوگیا اور اس نے انتہائی ندامت میں مبتلاء ہوتے ہوئے کہا، 'اگر یہ بات ہے تو اللہ عزّوجل کی قسم! میں بھی آئندہ کبھی بھی اپنے ربّ عزّوجل کی نافرمانی نہیں کروں گا۔' پھر اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ (ذم الھوی، ص ۲۱۹)

﴿31﴾ ایک فاسق و فاجر شخص کی توبہ

حضرت عتبہ نوجوان تھے اور (توبہ سے پہلے) فسق و فجور اور شراب نوشی میں مشہور تھے۔ ایک دِن حضرت سیّدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کی مجلس میں آئے۔ حضرت سیّدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر کر رہے تھے:

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ ط (پ ۲۷، الحدید: ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وَقت نہ آیا کہ ان کے دِل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔

آپ نے اس قدر مؤثر وعظ فرمایا کہ لوگوں پر گریہ طاری ہوگیا۔ ایک نوجوان کھڑا ہوا یہ کہنے لگا، 'اے نیک آدمی! کیا اللہ تعالیٰ مجھ جیسے فاسق و فاجر کی توبہ قبول کرے گا جب میں توبہ کروں۔' شیخ نے فرمایا، 'تیرے فسق و فجور کے باوجود اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کرے گا۔ جب عتبہ نے یہ بات سنی تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور سارا بدن کانپنے لگا، چلایا اور غش کھا کر گر پڑا اور یہ اشعار پڑھے

ایا شاباً لربّ العرشِ عاصِی | اَتدرِی ماجزاءُ ذوِی المعاصِی

اے عرش والے کی نافرمانی کرنے والے نوجوان کیا تُو جانتا ہے کہ گنہگاروں کی سزا کیا ہے؟

سَعِیر لِلعصاۃِ لھا زَفِیر و غیظ یوم یؤخذ با لنّواصِی

نافرمانوں کیلئے جہنم ہے جس میں گرج ہوگی اور جس دِن پریشانیوں سے پکڑے جائیں گے، اس دِن غضب ہوگا۔

فَاِن تصبر عَل النّیرانِ فَاعصہ وَ اِلا کُن عَنِ العِصیانِ قاصِی

پس اگر تو آگ پر صبر کرسکے، تو فرمانی کر، ورنہ نافرمانی سے دُور ہوجا۔

وَ فِیما قَد کَسبُت منَ الخَطایا رَہِنت النّفس فاجھد فِی الخَلاصِی

تو نے گناہ کس لیے کئے ہیں، تو نے اپنے آپ کو پھنسادیا، اب نجات کے لیے کوشش کر۔

عتبہ کی چیخ نکل گئی اور غش کھا کر گر پڑا۔ جب افاقہ ہوا، تو کہنے لگا، 'اے شیخ! کیا میرے جیسے کمینے کی توبہ بھی ربّ رحیم قبول فرمائے گا' شیخ نے فرمایا، 'بدنصیب بندے کی توبہ اور معافی ربّ تعالیٰ قبول فرماتا ہے' پھر حضرت عتبہ علیہ الرحمۃ نے سَر اُٹھایا اور تین دُعائیں کیں:

{1} اے میرے اللہ! اگر تو نے میری توبہ قبول کرلی اور میرے گناہ معاف فرمادیے تو مجھے فہم و یاداشت عطا کر، مجھے عزّت عطا فرما کہ علومِ دین اور قرآنِ مجید سے جو سنوں حفظ کرلوں۔

{2} اے اللہ! مجھے حسنِ آواز کا اعزاز عطا فرمایا، جو بھی میری قرأت سنے اگر وہ سنگ دِل ہو تو اس کا دِل نرم ہوجائے۔

{3} اے اللہ! رزقِ حلال کا اعزاز عطا فرما، وہاں سے روزی عطا فرما کہ مجھے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ ان کا فہم تیز ہوگیا، جب وہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے، تو ہر سننے والا تائب ہوجاتا، ان کے گھر میں روزانہ سالن کا ایک پیالہ اور دو روٹیاں رکھی ہوتیں اور پتا نہیں چلتا تھا کہ کون رکھ جاتا ہے۔ اسی حالت میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ (مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص ۲۸-۲۹)

﴿32﴾ بنی اسرائیل کے نوجوان کی توبہ

بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جس نے بیس سال تک اللہ عزوجل کی عبادت کی، پھر بیس سال تک نافرمانی کی۔ پھر آئینہ دیکھا تو داڑھی میں بال سفید تھے۔ وہ غم زدہ ہوگیا اور کہنے لگا، 'اے میرے خدا! میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی اور بیس سال تک تیری نافرمانی کی اگر میں تیری طرف آؤں تو کیا تو میری توبہ قبول ہوگی؟' اس نے کسی کہنے والے کی آواز سنی، 'تم نے ہم سے محبت کی ہم نے تم سے محبت کی، پھر تو نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا تو نے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے تجھے مہلت دی اور اگر تُو توبہ کر کے ہماری طرف آئے گا تو ہم تیری توبہ قبول کریں گے۔' (مکاشفۃ القلوب، الباب السابع عشر فی بیان الامانۃ والتوبۃ، ص ۶۲)

﴿33﴾ توبہ پر قائم نہ رہنے والے کی توبہ

حضرت سیّدنا موسیٰ کلیمُ اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک آدمی توبہ پر پختہ نہیں رہتا تھا، جب بھی توبہ کرتا توڑ ڈالتا۔ بیس سال تک اس کی یہی حالت رہی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندے سے کہو کہ میں اس پر غضبناک ہوں۔ حضرتِ سیّدنا موسیٰ کلیمُ اللہ علیہ السلام نے اس آدمی تک یہ پیغام پہنچادیا۔ وہ بڑا غمگین ہوا اور صحرا کی طرف چل پڑا۔ وہ کہہ رہا تھا، 'اے میرے خدا! کیا تیری رحمت ختم ہوگئی یا تجھے میری نافرمانی نے نقصان دیا، یا تیری معافی کے خزانے ختم ہوگئے؟ کون سا گناہ تیری قدیم صفات عفوو کرم سے بڑا ہے؟ جب تو اپنے بندوں پر رحمت بند کردے گا وہ کس سے اُمید رکھیں گے؟ اگر تو نے انہیں رَد کردیا تو وہ کس کے پاس جائیں گے؟ اگر تیری رحمت ختم ہوگئی اور مجھے عذاب دینا لازم ہوگیا تو پھر اپنے تمام بندوں کا عذاب مجھ پر کردے، میں اپنی جان ان کے بدلے میں پیش کرتا ہوں۔'

اللہ عزوجل نے فرمایا! اے موسیٰ علیہ السلام! اس کی طرف جاؤ اور کہو کہ اگر تیرے گناہ زمین بھر کے برابر ہوں، تب بھی تجھے بخش دوں گا کہ تو نے میرے کمال قدرا ور کمال عفوو رحمت کو جان لیا۔' (مکاشفۃ القلوب، الباب السابع عشر فی بیان الامانۃ والتوبۃ، ص ۶۳-۶۴)

﴿34﴾ ایک نافرمان شخص کی توبہ

حضرت ربیعہ بن عثمان علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک شخص اللہ عزوجل کی بہت نافرمانی کرتا تھا پھر اللہ عزوجل نے اسے بھلائی اور توبہ کی توفیق دی۔ اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں اللہ عزوجل سے شفاعت کرنے والے کو تلاش کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ صحرا میں نکل گیا اور وہاں جاکر آہ وزاری شروع کردی، 'اے آسمان میری شفاعت کردے، اے پہاڑوں میری شفاعت کردو، اے زمین میری شفاعت کردے، اے فرشتو! میری سفارش کردو۔' حتی کہ یہ تھک گیا اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر گیا۔ اللہ عزوجل نے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اور اس نے اسے اُٹھالیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خوشخبری ہو: 'اللہ عزوجل نے تیری توبہ قبول فرمالی ہے۔' تو اس شخص نے کہا، 'اللہ عزوجل تجھ پر رحم کرے اللہ عزوجل سے میری سفارش کس نے کی ہے؟' اس نے کہا کہ 'میں تیرے بارے میں خوف زدہ ہوگیا تو میں نے اللہ عزوجل سے تیری سفارش کردی۔' (کتاب التوابین، توبۃ عاصی من العماۃ ص ۸۴)

﴿35﴾ نہر میں غسل کرنے والے کی توبہ

حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا شخص ایک فاحشہ عورت کے پاس آیا اور جب وہ غسل کرنے کے لئے نہر میں اُترا تو پانی سے آواز آئی، 'اے فلاں! کیا تو حیا نہیں کرتا، کیا تو نے اس گناہ سے توبہ نہ کی تھی اور کہا تھا کہ اب دوبارہ نہیں کرے گا۔' تو وہ شخص یہ آواز سن کر یہ کہتے ہوئے نہر سے نکل گیا، 'میں اللہ عزوجل کی نافرمانی نہیں کروں گا۔' پھر یہ ایک پہاڑ پر آیا جہاں بارہ آدمی اللہ عزوجل کی عبادت کررہے تھے۔ یہ کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہا۔ جب وہاں قحط نازل ہوگیا تو یہ لوگ وہاں سے اترے اور جڑی بوٹیاں تلاش کرنے لگے۔ اس دَوران یہ اسی نہر کے پاس سے گزرے تو اس شخص نے کہا، 'میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔' انہوں نے پوچھا، 'کیوں؟' اس نے کہا، 'وہاں کوئی ہے جو میری ایک خطا کو جانتا ہے اور مجھے اس کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔' تو یہ لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

نہر سے صدا آئی، 'واہ! سبحان اللہ، اگر تم میں سے کوئی اپنے بیٹے یا کسی قریبی عزیز پر غصہ ہو اور وہ توبہ کرکے تمہاری پسندیدہ بات کی طرف لوٹ آئے تو تم اس سے محبت کرنے لگو اور تمہارے اس ساتھی نے توبہ کرکے اپنی پسند سے رجوع کرلیا ہے لہٰذا میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں، جاؤ اس کو یہ بتادو اور نہر کے کنارے پر اللہ عزوجل عبادت کرو۔' تو ان لوگوں نے آکر اسے بتایا اور یہ ان کے ساتھ وہاں آگیا اور ان سب نے وہاں کافی عرصے تک عبادت کی۔

پھر اس شخص کا انتقال ہوا تو اس کے ساتھیوں کو نہر نے آواز دی کہ 'اے عبادت گزار اور زاہدوں! اسے میرے پانی سے غسل دے کر نہر کے کنارے دفن کردو، تاکہ قیامت کے دِن میرے قریب سے اُٹھے۔' انہوں نے ایسا ہی کیا اور کہنے لگے کہ آج کی رات ہم اس قبر کے پاس گزاریں گے اور جب صبح ہوگی تو چلے جائیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ رات بھر اس قبر پر روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو ان پر اونگھ طاری ہوگئی۔ جب انہیں ہوش آیا تو اللہ عزوجل نے اس کے قبر کے قریب بارہ 'سرو' کے پودے اُگادیئے تھے اور یہ پہلی مرتبہ تھی کہ زمین پر 'سرو' کا درخت لگا۔ یہ لوگ یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ اللہ عزوجل نے اس جگہ 'سرو' کے پودے صرف اس لیے اُگائے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ہماری عبادت کو پسند کیا۔ پھر یہ لوگ اسی قبر کے پاس اللہ عزوجل کی عبادت میں مصروف ہوگئے اور جب ان میں سے کوئی مرجاتا یہ اسے اس شخص کے پہلو میں دفن کردیتے حتی کہ ان سب کا انتقال ہوگیا۔

(کتاب التوابین، توبۃ صاحب فاحشۃ، ص ۹۰)

ایک بادشاہ کی توبہ

حضرت عباد بن عباد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل بصرہ میں ایک بادشاہ نے درویشی اختیار کی مگر کچھ عرصے بعد وہ دوبارہ دُنیا اور مملکت کی طرف مائل ہوگیا۔اس نے ایک عمارت بنوائی اور اس پر بہترین کام کروایا۔اس کے حکم پر بہترین قالین وغیرہ بچھائے گئے۔ پھر اس نے عالیشان دعوت کا اہتمام کیا،تو لوگ جوق در جوق آتے،کھاتے پیتے اس عمارت کو دیکھ کر متعجب ہوتے اور چلے جاتے، یہ سلسلہ کئی دِن چلتا رہا۔

عام لوگوں سے فارغ ہو کر یہ اپنے گھر والوں اور بھائیوں کے ساتھ بیٹھا تھا اور کہنے لگا، 'تم اس گھر کی وجہ سے میری خوشی دیکھ رہے ہو، میں سوچ رہا ہوں کہ میں اپنے ہر بیٹے کے لیے ایک ایسا ہی گھر بناؤں،تم لوگ کچھ دِن میرے پاس قیام کرو تا کہ میں تم سے گفت وشنید کروں اور اپنے مقصد کے لئے مشورے کرسکوں۔' تو یہ لوگ کچھ دِن اس کے پاس رہے،کھیل کود کرتے اور کچھ مشورے ہوتے کہ بیٹوں کے لیے کس طرح بنایا جائے اور اس کا کیا اِرادہ ہے۔' ایک رات انہوں نے گھر کے کونے سے کسی کی آواز سنی،وہ کہہ رہا تھا،

یا ایھا البانی و الناسی میتہ   لا تاملن فان الموت مکتوب

اے عمارت بنانے والے اور اپنی موت کو بھولنے والے اُمّید نہ کر بے شک موت لکھی ہوئی ہے۔

علی الخلائق ان سروا وان فرحوا   فالموت حتف لذی الامال منصوب

مخلوق پر اگر وہ خوش ہوں اور فرحت میں ہوں،بس موت اُمید والوں کو کاٹنے کھڑی ہے۔

لاتبنین دیارا لست تسکنھا   وراجع النسک کیما یغفر الحوب

ایسے گھر مت بنا جس میں تجھے رہنا نہیں اور درویشی کی طرف لوٹ جاتا کہ معاف کیا جائے۔

یہ آواز سن کر وہ اور اس کے ساتھ والے بہت زِیادہ خوفزدہ ہوگئے اور جو کچھ سنا اس سے ڈر گئے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ 'جو آواز میں نے سنی ہے تم نے بھی سنی؟' انہوں نے کہا، 'جی ہاں!' اس نے پھر پوچھا، 'کیا تم بھی وہی محسوس کر رہے ہو جو میں کر رہا ہوں؟' انہوں نے پوچھا،'تجھے کیا محسوس ہو رہا ہے؟' اس نے کہا، 'واللہ! میں دِل پر ایک بوجھ محسوس کر رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ موت کی علامت ہے۔'

اس کے بعد یہ خوب رویا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، 'تم میرے دوست اور بھائی ہو تمہارے پاس میرے لیے کیا ہے؟' انہوں نے کہا، 'جو پسند کرے وہ حکم کر۔' تو اس نے شراب پھینکنے کا حکم دیا،کھیل کود کی چیزیں باہَر نکلوادیں،پھر کہنے لگا،

'اے اللہ عزوجل! میں تجھے اور تیرے ان حاضر بندوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور مہلت کے ایام میں اپنے کیے پر نادم ہوں اور میں تجھ سے خود پر تیری نعمتوں کا اتمام تیری رحمت پر رجوع کے واسطہ سے مانگتا ہوں اور اگر تو مجھے اٹھائے تو اپنے فضل سے میرے گناہ معاف کر کے اُٹھا۔' پھر اس کی تکلیف بڑھ گئی اور یہ برابر یہی کہتا رہا، 'واللہ! موت ہے واللہ یہ موت ہے حتیٰ کہ اس کی جان نکل گئی۔' (کتاب التوابین، توبة ملک من ملوک البصرة، ص ۱۴۵-۱۴۶)

﴿37﴾ ایک سپاہی کی توبہ

حضرتِ سیِّدنا مالک بن دِینار سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ 'میں پولیس میں تھا اور بہت شراب پیتا تھا۔ میں نے ایک خوبصورت باندی خریدی جو میرے لئے بہت اچھی ثابت ہوئی، اس سے میرے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی، مجھے اس سے بہت محبت ہوگئی۔ جب وہ اپنے قدموں پر چلنے لگ گئی تو اس کی محبت میرے دِل میں اور بڑھ گئی وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتی تھی۔ جب میں شراب پینے لگتا تو وہ اکثر شراب گرا دیتی تھی۔ جب اس کی عمر دو سال ہوئی تو اس کا انتقال ہوگیا مجھے اس کی موت نے دِل کا مریض بنا دیا۔ پندرھویں شعبان کی رات تھی اور جمعہ کا دِن تھا، میں نشے میں چور ہو کر سو گیا اور میں نے اس دِن عشاء کی نَماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قِیامت قائم ہوگئی ہے اور صور پھونکا جا رہا ہے، قبریں پھٹ رہی ہیں اور حشر قائم ہے اور میں لوگوں کے ساتھ ہوں، اچانک میں نے اپنے پیچھے سرسراہٹ محسوس کی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا اژدھا میرے پیچھے مُنہ کھولے میری طرف بڑھ رہا تھا۔ میں اس سے ڈر کر بھاگا، بھاگتے ہوئے میں ایک صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے بُزُرگ کے پاس سے گزرا جن کے پاس خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب دیا تو میں نے کہا، 'شیخ! مجھے اس اژدھے سے بچایئے اللہ عزوجل آپ کو اپنے ہاں پناہ دے گا۔' وہ بزرگ روتے ہوئے کہنے لگے کہ 'میں کمزور ہوں اور یہ مجھ سے بہت طاقتور ہے میں اس پر قادر نہیں ہو سکتا تم جلدی سے بھاگ جاؤ شاید اللہ عزوجل کسی کو تم سے ملا دے جو تمہیں اس سے بچا لے۔' تو میں سیدھا بھاگنے لگا اور وہاں قیامت کے مناظر دیکھنے لگا۔ میں ایک اونچائی پر چڑھا تو وہاں زبردست آگ تھی میں نے اس کی ہولناکی کو دیکھا اور چاہا کہ اژدھے سے بچنے کیلئے اس آگ میں کُود جاؤں مگر کسی نے چیخ کر کہا: 'لوٹ آ، تو اس آگ کا اہل نہیں ہے۔' میں مطمئن ہو کر لوٹ آیا لیکن اژدھا میری تلاش میں تھا۔ میں اسی بزرگ کے پاس آیا اور انہیں کہا: 'شیخ! میں نے آپ سے پناہ مانگی تھی لیکن آپ نے نہیں دی۔' وہ بزرگ پھر معذرت کر کے کہنے لگے کہ 'میں کمزور آدمی ہوں لیکن تم اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ وہاں مسلمانوں کی امانتیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ تیری بھی کوئی امانت وہاں ہو جو تیری مدد کر سکے۔' میں اس پہاڑ پر چڑھا جو چاندی سے بنا ہوا تھا، اس میں جگہ جگہ سوراخ تھے اور سرخ سونے سے بنے ہوئے غاروں پر پردے پڑے ہوئے تھے، ان غاروں میں جگہ جگہ یاقوت اور جواہرات

جڑے ہوئے تھے اور سب طاقچوں پر ریشم کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ جب میں اژدھے سے ڈر کر پہاڑ کی طرف بھاگا تو کسی فرشتے نے زور سے کہا: 'پردے ہٹادو۔' تو پردے اُٹھ گئے اور طاق کھول دیئے گئے۔ پھر ان طاقچوں سے چاندی کی رنگت جیسے چہروں والے بچے نکل آئے اور اژدھا بھی میرے قریب ہوگیا۔ اب میں بڑا پریشان ہوا۔ کسی نے چلا کر کہا تمہارا ستیاناس! دیکھ نہیں رہے کہ دشمن اس کے کتنا قریب آچکا ہے، چلو سب باہر آؤ پھر بچے فوج در فوج نکلنا شروع ہوگئے۔ میں نے دیکھا کہ میری وہ بچی جو مرچکی تھی، وہ بھی نکلی اور مجھے دیکھتے ہی رونے لگی: 'واللہ! میرے والد' پھر وہ تیزی سے کود کر ایک نور کے ہالے میں گئی اور دوبارہ میرے سامنے نمودار ہوگئی اور اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا، اور دایاں ہاتھ اژدھے کی طرف بڑھایا تو اُلٹے پاؤں بھاگ گیا۔ اس کے بعد اس نے مجھے بٹھایا اور میری گود میں آبیٹھی اور اپنا سیدھا ہاتھ میری داڑھی میں پھیرتے ہوئے کہنے لگی:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ط (پ۲۷، الحدید: ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وَقت نہ آیا کہ اُن کے دِل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔

اور رونے لگی تو میں نے کہا، 'میری بچی! کیا تمہیں قرآن معلوم ہے؟' اس نے کہا، 'ہاں! ہم لوگ آپ سے زِیادہ جانتے ہیں۔' میں نے پوچھا، 'مجھے اس اژدھے کے بارے میں بتاؤ جو مجھے ہلاک کردینا چاہتا تھا؟' اس نے کہا، 'وہ آپ کے بُرے اعمال تھے جنہیں خود آپ نے طاقتور بنایا تھا۔' میں نے پوچھا، 'وہ بزرگ کون تھے؟' اس نے بتایا، 'وہ آپ کے اچھے اعمال تھے جنہیں آپ نے اتنا کمزور کردیا تھا کہ وہ آپ کے بُرے اعمال کو دُور نہ کرسکے۔' میں نے پوچھا، 'میری بچی! تم لوگ اس پہاڑ میں کیا کرتے ہو؟' اس نے کہا کہ 'ہم مسلمانوں کے بچے اس پہاڑ میں رہتے ہیں اور قِیامت ہونے تک رہیں گے، ہم منتظر ہیں کہ تم کب ہمارے پاس آؤ اور ہم تمہاری شفاعت کریں۔'

مالک بن دِینار کہتے ہیں کہ میں خوفزدہ حالت میں بیدار ہوا، اور میں نے شراب پھینک کر اس کے برتن توڑ دیے اور اللہ عزَّوجل سے توبہ کرلی، یہ میری توبہ کا سبب بنا۔' (کتاب التوابین، توبۃ مالک بن دِینار، ص ۲۰۲-۲۰۵)

﴿38﴾ بسم اللہ کی تعظیم کی بَرکت سے توبہ نصیب ہوگئی

حضرتِ سیِّدنا بشر حافی سے پوچھا گیا کہ تمہاری توبہ کا کیا واقعہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ 'یہ سب اللہ عزَّوجل کے فضل وکرم سے ہوا میں تمہیں کیا بتاؤں؟ میں بہت چالاک اور جتھے والا انسان تھا، ایک دِن میں کہیں جارہا تھا کہ مجھے ایک کاغذ راستے میں پڑا ملا میں نے اسے اُٹھایا تو اس میں بسم اللہ لکھی ہوئی تھی۔ میں نے اسے صاف کرکے جیب میں ڈال لیا۔ میرے پاس ایک دِرہم کے سوا اور کوئی پیسے بھی نہیں تھے۔ میں نے اسی درہم کی ایک مہنگی خوشبو لے کر اس کاغذ کو لگائی۔ رات کو جب میں سویا تو میں نے خواب

میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: 'اے بشر بن حارث! تو نے ہمارا نام راستے سے اُٹھا کر اسے خوشبو میں بسایا ہے ہم بھی تیرا نام دُنیا و آخرت میں مہکا دیں گے' پھر ایسا ہی ہوا۔ (کتاب التوابین، توبۃ بشر الحافی، ص ۲۱۰)

﴿39﴾ ایک لُٹیرے کی توبہ

حضرت قعنبی علیہ الرحمۃ کے ایک بیٹے کا بیان ہے کہ (توبہ کرنے سے پہلے) میرے والد شراب پیتے اور نوعمر لڑکوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ان لڑکوں کو بلایا اور دروازے پر ان کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے میں وہاں سے حضرتِ سیِّدنا شعبہ علیہ الرحمۃ اپنی سواری پر وہاں سے گزرے۔ ان کے پیچھے پیچھے لوگ دوڑتے جا رہے تھے انہوں نے پوچھا: 'یہ کون ہیں؟' لوگوں نے بتایا کہ 'یہ شعبہ ہیں۔' انہوں نے پوچھا کہ 'شعبہ کون ہیں؟' بتایا گیا: 'محدث ہیں۔' تو میرے والد ان کے پیچھے دوڑتے ہوئے پہنچے اور کہا کہ مجھے حدیث سناؤ۔ حضرت شعبہ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ تُو کوئی محدث تو نہیں کہ تجھے حدیث سناؤں؟ یہ سن کر میرے والد نے چاقو نکال لیا اور کہا کہ 'حدیث سناؤ ورنہ زخمی کر دوں گا۔ تو حضرت شعبہ علیہ الرحمۃ نے حدیث سنائی کہ ہمیں منصور بعی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، 'جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر گزرے۔' یہ سن کر میرے والد نے چاقو پھینک دیا اور گھر واپس آ گئے اور ساری شراب پھینک دی اور میری والدہ کو کہا کہ ابھی میرے دوست آنے والے ہیں، جب وہ آ جائیں تو انہیں کھانا وغیرہ کھلا کر بتا دینا کہ میں نے شراب وغیرہ چھوڑ دی ہے اور برتن توڑ دیے ہیں تا کہ وہ سب واپس چلے جائیں۔' (کتاب التوابین، توبۃ القعنبی، ص ۲۱۹)

﴿40﴾ ایک رہزن کی توبہ

حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے عکبر کردی سے پوچھا کہ تمہاری توبہ کا کیا سبب بنا؟ اس نے بتایا: 'میں ایک غار میں رہتا تھا اور رہزنی کیا کرتا۔ وہاں کھجور کے تین درخت تھے۔ ایک درخت پر پھل نہ تھے وہاں ایک چڑیا پھل والے درخت سے پکی ہوئی کھجوریں توڑتی اور اس درخت پر لے جاتی۔ میں نے اسے اس طرح دس چکر لگاتے دیکھا تو میرے دِل میں ایک خیال آیا کہ اُٹھ کر دیکھوں کہ کیا ماجرا ہے۔ جب میں نے اُٹھ کر دیکھا تو وہاں ایک اندھا سانپ تھا اور چڑیا اس کے منہ میں وہ دانے ڈال رہی تھی۔

یہ دیکھ کر میں رونے لگا اور میں نے کہا کہ میرے آقا! سانپ کو تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مار ڈالنے کا حکم دیا اور تو نے اس اندھے سانپ پر چڑیا اس کی کفالت کیلئے متعین کی ہوئی ہے اور میں تیرا بندہ ہوں تیری وحدانیت کا اقرار کرنے کے باوجود رہزنی کرتا ہوں۔ میرے دِل میں جیسے آواز گونجنے لگی: 'اے عکبر! میرا دروازہ کھلا ہے۔' تو میں نے اپنی تلوار توڑ دی اور اپنے سر پر خاک ڈالی اور زور زور سے پکارنے لگا 'اے اللہ عزوجل معاف کر دے، رحم کر دے۔' اچانک میں نے غیبی آواز سنی،

'ہم نے تجھے معاف کردیا۔' میرے رفقاء کو پتا چل گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا، 'تجھے کیا ہوگیا ہے تو نے تو ہمیں پریشان کردیا ہے؟' میں نے کہا کہ میں دھتکارا ہوا بندہ تھا اور اب نیک ہوگیا ہوں۔تو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم بھی دھتکارے ہوئے ہیں اب ہم بھی نیک بنیں گے۔

پھر ہم سب تین دِن تک آہ وزاری کرتے رہے اور ہم بھوکے پیاسے چلتے ہوئے تیسرے دِن ایک بستی میں آئے۔ وہاں ایک اندھی عورت گاؤں کے دروازے پر بیٹھی تھی، اس نے پوچھا: 'کیا تم میں کوئی عکبر کردی بھی ہے؟' ہم نے کہا، 'کیا کوئی کام ہے؟' اس نے کہا، 'ہاں! میں تین راتوں سے خواب میں نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ رہی ہوں وہ فرمارہے ہیں کہ عکبر کردی کو اپنے بیٹے کا چھوڑا ہوا مال دے دے۔' پھر اس نے ساٹھ کپڑے ہمیں دیئے جن میں سے کچھ ہم نے پہن لیے اور اپنے گھروں میں آگئے۔ (کتاب التوابین، توبة عکبر الکردی، ص ۲۲۲)

﴿41﴾ ایک مجوسی کی توبہ

ابن ابی الدنیا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ بغداد میں فلاں مجوسی سے جاکر کہو کہ 'تیری دُعا قبول ہوگئی ہے۔' تو یہ شخص کہتا ہے کہ میں بیدار ہوکر سوچنے لگا کہ میں بغداد کیسے جاؤں؟ اسی سوچ وبچار میں پورا دِن نکل گیا اور میں سوگیا۔ دوسری رات بھی یہی خواب دیکھا۔ جب تیسرے دِن بھی یہی خواب نظر آیا تو میں نے سواری لے کر بغداد کا رُخ کیا اور اسی مجوسی کے پاس پہنچ گیا اور اس کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ وہ بہت مالدار تھا اس نے پوچھا: 'کوئی ضرورت ہے؟' میں نے کہا: 'اکیلے میں بتاؤں گا۔' تو کچھ لوگ چلے گئے اور اس کے چند ساتھی رہ گئے۔ میں نے کہا: 'انہیں بھی باہر بھیج دو۔' تو وہ بھی باہر چلے گئے تو میں نے کہا کہ اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ انہوں نے تمہیں پیغام بھیجا ہے کہ 'تمہاری دعا قبول ہوگئی ہے۔' مجوسی نے حیرت سے پوچھا: 'کیا تو مجھے جانتا ہے؟' میں نے کہا: 'ہاں! اس نے کہا کہ 'تم اس طرح کہہ رہے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔' اس نے کہا: 'کیا میرے پاس بھیجا ہے؟' میں نے کہا، 'ہاں!' تو اس نے کہا کہ 'میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔'

پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور کہا کہ میں گمراہی میں تھا اور اب حق کی طرف لوٹ آیا ہوں، تم میں سے جو شخص اسلام لائے گا میرے مال میں سے اس کو حصہ ملے گا اور جو اسلام نہیں لائے گا اس کو میرا مال واپس کرنا ہوگا۔ تو اس کے ساتھیوں میں سے اکثر لوگ اسلام لے آئے۔ پھر اس نے اپنے بیٹے کو بلایا ور کہا کہ بیٹا! میں گمراہی میں تھا اب حق کی طرف لوٹ آیا ہوں، اب تم بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ بیٹے نے کہا: 'میں بھی اسلام لاتا ہوں۔' پھر اس نے اپنی بیٹی کو بلایا ور اسے بھی دعوتِ اسلام دی،

وہ بھی اسلام لے آئی۔

پھر اس نے مجھ سے کہا: 'کیا تجھے معلوم ہے وہ دعا کیا تھی جو قبول ہوگئی؟' میں نے کہا، 'نہیں۔' تو اس نے بتایا کہ 'جب میں نے اپنے بیٹے کی شادی اپنی بیٹی سے کی تو دعوت کا اہتمام کیا اور طرح طرح کے کھانے بنائے۔ میرے پڑوس میں سادات میں سے کچھ غریب لوگ رہتے تھے۔ میں لوگوں کو کھلانے کے بعد تھک گیا تو میں نے خادم کو کہا کہ اوپر کی منزل میں میرا بستر لگا دو میں سونا چاہتا ہوں۔ جب میں سونے گیا تو میں نے پڑوس کی ایک بچی کی آواز سنی وہ کہہ رہی تھی کہ 'اماں جان! اس مجوسی نے اپنے کھانے کی خوشبو سے ہمیں تکلیف پہنچائی ہے۔' یہ سن کر میں نیچے آیا اور ان کے لیے بہت سا کھانا بھیجا اور ساتھ کچھ دینار اور کپڑے بھی بھیجے تو ان بچیوں میں سے ایک نے کہا کہ اللہ عزوجل تیرا حشر ہمارے ساتھ کرے اور باقی لوگوں نے آمین کہی تو آج وہ دعا قبول ہوگئی۔' (کتاب التوابین، توبة مجوسی و اسلامه، ص ۳۰۵-۳۰۶)

﴿43﴾ نصرانی حکیم کی توبہ

مروی ہے کہ ایک صوفی بزرگ اپنے چالیس ساتھیوں سمیت سفر پر روانہ ہوئے۔ انہوں نے ایک جگہ تین دِن قیام کیا مگر کہیں سے کھانا نہیں آیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ اللہ عزوجل نے رزق کے لیے اسباب اختیار کرنا مباح رکھا ہے، لہٰذا کوئی جائے اور کچھ کھانے پینے کی چیز لے آئے۔ ان میں سے ایک شخص گیا اور بغداد کے ایک علاقے میں جا پہنچا۔ وہاں ایک نصرانی طبیب کا مطب تھا جو لوگوں کی نبض دیکھ کر دوائی دے رہا تھا۔ جب فقیر کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جس سے یہ ضرورت کا مطالبہ کر سکے تو یہ اس کے مطب میں جا بیٹھا۔

نصرانی حکیم نے پوچھا: 'تجھے کیا بیماری ہے تو اس نے اپنی حالت کا شکوہ نصرانی سے کرنا مناسب نہ سمجھا، اس لیے ہاتھ آگے کر دیا۔ طبیب نے نبض دیکھی تو کہا کہ میں تمہاری بیماری سمجھ گیا ہوں اور دوائی بھی جانتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے لڑکے کو آواز دی اور کہا کہ ایک رطل سالن اور ایک رطل حلوا لے آؤ۔ تو فقیر نے کہا: 'اس بیماری کے چالیس شکار اور بھی ہیں۔' تو طبیب نے آواز دے کر کہا: 'چالیس کھانے اسی مقدار کے مزید لے آؤ۔' جب کھانا آ گیا تو اس نے مزدور کے ذریعے وہاں بھجوا دیا۔ جب فقیر اسے لے کر چلا تو طبیب بھی اس کا سچ جھوٹ جاننے کے لئے پیچھے پیچھے گیا۔ فقیر چلتا ہوا ایک چھوٹے سے گھر میں داخل ہو گیا جہاں شیخ اور دوسرے فقراء بیٹھے تھے۔ فوراً کھانا لگوایا گیا اور شیخ اور فقراء کھانے کے گرد بیٹھ گئے اور یہ نصرانی گھر کی ڈیوڑھی کے پیچھے جا چھپا۔ اس نے دیکھا کہ شیخ نے لوگوں کو کھانے سے روک دیا اور اپنے رفیق سے پوچھا: 'اتنے سارے کھانے کا قصہ کیا ہے؟ کہاں سے لے آیا ہے؟' تو اس ساتھی نے پورا قصہ بیان کیا۔ شیخ نے کہا: 'کیا تم اس پر راضی ہو کہ بغیر بدلہ دیئے تم ایک نصرانی کا کھانا کھاؤ؟' تو شرکائے قافلہ بولے: 'اس کا کیا بدلہ ہو سکتا ہے؟' شیخ نے کہا کہ 'کھانے سے پہلے اللہ عزوجل سے دعا کرو کہ اللہ عزوجل

اس نصرانی کو آگ سے نَجات عطا فرمائے۔' تو ان سے نے مل کر دعا کی۔
نصرانی طبیب جو یہ ماجرا دیکھ رہا تھا کہ ان لوگوں نے باوجود بھوکے ہونے کے کھانا نہیں کھایا اور وہ شیخ کی ساری باتیں بھی سن چکا تھا تو اس نے دروازہ کھٹکٹایا اور اندر داخل ہوگیا پھر صلیب توڑ کر کہا، 'میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزّ جل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزّ جل کے رسول ہیں۔' (کتاب التوابین، توبة طبیب نصرانی، ص۳۰۷-۳۰۸)

﴿44﴾ لہو و لعب میں مشغول نوجوان کی توبہ

حضرتِ سیِّدنا شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمۃ کے یہاں لڑکا تولد ہوا تو اس کے سینہ پر سبز حرف میں 'اللہ جل شانہٗ' تحریر تھا لیکن جب شعوری عمر کو پہنچا تو لہب لعب میں مشغول رہ کر بربط پر گانا گایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رات کے وقت جب وہ ایک محلّہ سے گاتا ہوا گزرا تو ایک نئی دلہن جو اپنے شوہر کے پاس سوئی ہوئی تھی مضطربانہ طور پر اُٹھ کر باہر جھانکنے لگی۔ اسی دَوران جب شوہر کی آنکھ کھلی تو بیوی کو اپنے پاس نہ پا کر اُٹھا اور بیوی کے پاس پہنچ کر اس لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا کہ 'ابھی تیری توبہ کا وَقت نہیں آیا؟' یہ سن کر لڑکے نے تاثر آمیز انداز میں کہا کہ 'یقیناً آچکا ہے۔' اور یہ کہہ کر بربط توڑ دیا اور اسی دِن سے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوگیا اور اس درجہ کمال تک پہنچا کہ اس کے والد فرمایا کرتے کہ جو مقام مجھے چالیس سال میں نہ حاصل ہوسکا وہ صاحبزادے کو چالیس دِن میں مل گیا۔' (تذکرة الاولیاء، باب سی و ششم، ذکر شاہ شجاع کرمانی، ج ۱، ص۲۷۸)

﴿45﴾ ایک بدمعاش کی توبہ

منقول ہے کہ ایک بدمعاش نوجوان، حضرتِ سیِّدنا مالک بن دِینار علیہ الرحمۃ کا ہمسایہ تھا۔ لوگ اس سے بہت پریشان رہتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ سے اس کے مظالم کی شکایت کی تو آپ نے اس کے پاس جا کر سمجھایا لیکن اس نے گستاخی کے ساتھ پیش آتے ہوئے کہا کہ 'میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دخیل ہونے کی ضرورت نہیں۔' آپ نے جب اس سے فرمایا کہ 'میں بادشاہ سے تیری شکایت کروں گا۔' تو اس نے جواب دیا: 'وہ بہت ہی کریم ہے میرے خلاف وہ کسی کی بات نہیں سنے گا۔' آپ نے فرمایا، 'اگر وہ نہیں سنے گا تو میں اللہ عزّ وجل سے عرض کروں گا۔' اس نے کہا کہ وہ بادشاہ سے بھی زِیادہ کریم ہے۔ یہ سن کر آپ واپس آگئے لیکن کچھ دِنوں بعد جب اس کے ظالمانہ افعال حد سے زِیادہ ہوگئے تو لوگوں نے پھر آپ سے شکایت کی اور آپ پھر نصیحت کرنے جا پہنچے لیکن غائب سے آواز آئی کہ 'میرے دوست کومت پریشان کرو۔' آپ کو یہ آواز سن کر بہت حیرانی ہوئی اور اس نوجوان سے کہا میں اس غیبی آواز کے متعلق تجھ سے پوچھنے آیا ہوں جو میں نے راستے میں سُنی ہے۔ اس نے کہا کہ 'اگر یہ بات ہے تو میں اپنی تمام دولت راہِ خدا عزّ وجل میں خیرات کرتا ہوں۔' اور پورا سامان خیرات کر کے نامعلوم سمت چلا گیا۔

اس کے بعد سوائے حضرت مالک بن دِینار علیہ الرحمۃ کے کسی نے اس کو نہیں دیکھا۔آپ نے بھی مکہ معظّمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ بہت ہی کمزور اور مرنے کے قریب تھا اور کہہ رہا تھا کہ خدا نے مجھے اپنا دوست فرمایا ہے میں اس کے احکام پر جان ودِل سے نثار ہوں اور مجھے علم ہے کہ اس کی رضا صِرف عبادت ہی سے حاصل ہوتی ہے اور آج سے میں اس کی رضا کے خلاف کام کرنے سے تائب ہوں۔' یہ کہہ کر دُنیا سے رُخصت ہوگیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر مالک دِینار، ج ۱، ص ۵۰)

﴿46﴾ ایک سُود خور کی توبہ

ابتدائی دَور میں حضرتِ سیِّدنا حبیب عجمی علیہ الرحمۃ بہت امیر تھے اور اہلِ بصرہ کو سود پر قرضہ دیا کرتے تھے۔جب مقروض سے قرض کا تقاضا کرنے جاتے تو اس وَقت تک نہ ٹلتے جب تک کہ قرض وصول نہ ہو جاتا اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے قرض وصول نہ ہوتا تو مقروض سے اپنا وَقت ضائع ہونے کا ہرجانہ وصول کرتے اور اس رقم سے زِندگی بسر کرتے۔ایک دِن کسی کے یہاں وصولیابی کے لیے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔اس کی بیوی نے کہا کہ 'نہ تو شوہر گھر پر موجود ہے اور نہ میرے پاس تمہارے دینے کے لیے کوئی چیز ہے، البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی ہے جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا ہے البتہ سر باقی رہ گیا ہے، اگر تم چاہو تو وہ میں تم کو دے سکتی ہوں۔'

چنانچہ آپ اس سے سرلے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ یہ سر سود میں ملا ہے اسے پکا ڈالو۔بیوی نے کہا: 'گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا، بھلا میں کھانا کس طرح تیار کروں؟' آپ نے کہا کہ 'ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے سود لے کر کرتا ہوں۔' اور سود ہی سے یہ دونوں چیزیں خرید کر لائے۔جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک سائل نے آ کر سوال کیا۔آپ نے کہا، 'تیرے دینے کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور تجھے کچھ دے بھی دیں تو اس سے تو دولت مند نہ ہو جائے گا لیکن ہم مفلس ہو جائیں گے۔' چنانچہ سائل مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔

جب بیوی نے سالن نکالنا چاہا لیکن وہ ہنڈیا سالن کی بجائے خون سے لبریز تھی۔اس نے شوہر کو آواز دے کر کہا: 'دیکھو تمہاری کنجوسی اور بدبختی سے یہ کیا ہو گیا ہے؟' آپ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی اور بیوی کو گواہ بنا کر کہا کہ آج میں ہر بُرے کام سے تائب ہوتا ہوں اور یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لیے نکلے۔

راستہ میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے آپ کو دیکھ کر کچھ لڑکوں نے آوازے کسنا شروع کیے کہ 'دُور ہٹ جاؤ حبیب سود خور آ رہا ہے، کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بدبخت نہ بن جائیں۔' یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرتِ سیِّدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر دوبارہ توبہ کی۔ واپسی میں جب ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو فرمایا، 'تم مجھ سے مت بھاگو، اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہیے تاکہ

ایک گنہگار کا سایہ تم پر نہ پڑ جائے۔' جب آپ آگے بڑھے تو انہیں لڑکوں نے کہنا شروع کیا کہ 'راستہ دے دو اب حبیب تائب ہو کر آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ عزوجل ہمارا نام گناہگاروں میں درج کر لے۔' آپ نے بچوں کا یہ قول سن کر اللہ عزوجل سے عرض کی: 'تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان کرا دیا۔' اس کے بعد آپ نے منادی کرا دی کہ جو شخص میرا مقروض ہو وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے۔ اس کے علاوہ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی دولت راہِ خدا عزوجل میں لٹا دی۔ پھر ساحل فرات پر ایک عبادت خانہ تعمیر کر کے عبادت میں مشغول رہے اور یہ معمول بنا لیا کہ دِن کو علمِ دین کی تحصیل کے لیے حضرتِ سیّدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچ جاتے اور رات بھر مشغولِ عبادت رہتے۔ چونکہ قرآنِ مجید کا تلفظ صحیح مخرج سے ادا نہیں کر سکتے تھے اس لیے آپ کو عجمی کا خطاب دے دیا گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب ذکر حبیب عجمی ، ج ۱ ، ص ۵۶-۵۷)

﴿46﴾ حسین عورت پر فریفتہ ہونے والے کی توبہ

حضرتِ سیّدنا عتبہ بن غلام علیہ الرحمۃ اس طرح تائب ہوئے کہ کسی حسین عورت پر فریفتہ ہوئے اور اس سے کسی نہ کسی طرح اپنے عشق کا اِظہار کر دیا۔ اس عورت نے اپنی کنیز کے ذَریعے دریافت کرایا کہ 'آپ نے میری جسم کا کون سا حصّہ دیکھا ہے؟' آپ نے کہا کہ 'تمہاری آنکھیں دیکھ کر عاشق ہوا ہوں۔' اِس کے جواب میں اس نے اپنی دونوں آنکھیں نکال کر آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے کنیز سے کہلوایا: 'جس چیز پر آپ فریفتہ ہوئے تھے وہ حاضر ہیں۔'

یہ دیکھ کر آپ کے اوپر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور آپ حضرتِ سیّدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گئے اور فیوض باطنی سے بہرہ ور ہو کر مشغولِ عبادت رہے، خود اپنے ہاتھ سے جو کاشت کرتے اور خود ہی اپنے ہاتھ سے آٹا پیس کر پانی میں تر کر کے دھوپ میں خشک کر لیا کرتے اور پورے ہفتہ میں ایک ایک ٹکیہ کھا کر عبادت میں مشغول رہتے اور فرمایا کرتے کہ 'روزانہ رفع حاجت کے لیے جاتے ہوئے کراماً کاتبین سے شرم آتی ہے۔' (تذکرۃ الاولیاء، باب ہفتم ،ذکر عتبہ الغلام، ج ۱ ،ص ۶۳)

﴿47﴾ تائبین کے حالات سن کر توبہ کرنے والا

حضرتِ سیّدنا ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے تائب ہونے کا واقعہ عجیب وغریب ہے اور وہ یہ کہ کسی شخص نے آپ کو اِطلاع پہنچائی کہ فلاں مقام پر ایک عابد ہے۔ جب آپ اس سے نیاز حاصل کرنے پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک درخت پر اُلٹا لٹکا ہوا اپنے نفس سے مسلسل یہ کہہ رہا ہے کہ 'جب تک تو عباداتِ الٰہی عزوجل میں میری ہم نوائی نہیں کرے گا میں تجھے یوں ہی اذیت دیتا رہوں گا حتیٰ کہ تیری موت واقع ہو جائے۔' یہ واقعہ دیکھ کر آپ کو اس پر ایسا ترس آیا کہ رونے لگے اور جب نوجوان عابد نے پوچھا: 'تم کون ہو؟ جو ایک گنہگار پر ترس کھا کر رو رہے ہو۔ یہ سن کر آپ نے اس کے سامنے جا کر سلام کیا اور مزاج پرسی کی۔ اس نے بتایا:

’چونکہ یہ بدن عبادتِ الٰہی عزّ وجل پر آمادہ نہیں اس لیے سزا دے رہا ہوں۔‘ آپ نے کہا کہ ’مجھے تو یہ گمان ہوا تھا کہ شاید تم نے کسی کو قتل کر دیا ہے یا کوئی گناہ عظیم سرزد ہو گیا ہے۔‘ اس نے جواب دیا کہ ’تمام گناہ مخلوق سے میل جول کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، اس لیے میں مخلوق سے رسم و راہ کو بہت بڑی بھول تصوُّر کرتا ہوں۔‘ آپ نے فرمایا کہ ’تم واقعی بہت بڑے زاہد ہو۔‘ اس نے جواب دیا کہ ’اگر تم کسی بڑے زاہد کو دیکھنا چاہتے ہو تو سامنے پہاڑ پر جا کر دیکھو۔‘

چنانچہ جب آپ وہاں پہنچے تو ایک نوجوان کو دیکھا، جس کا ایک پیر باہَر کٹا ہوا پڑا تھا اور اِس کا جسم کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا۔ جب آپ نے یہ صورتِ حال معلوم کی تو اس نے بتایا کہ ’ایک دِن میں اسی جگہ مصروفِ عبادت تھا کہ ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری جس کو دیکھ کر میں فریب شیطان میں مبتلا ہوا اور اس کے نزدیک پہنچ گیا۔‘ اس وَقت ندا آئی: ’اے بے غیرت! تیس سال خدا عزّ وجل کی عبادت میں گزار کر اب شیطان کی بات ماننے چلا ہے؟‘ لہٰذا میں نے اسی وَقت اپنا ایک پاؤں کاٹ دیا کہ گناہ کے لیے پہلا قدم اسی پاؤں سے بڑھایا تھا۔‘ پھر اس نے پوچھا: ’بتایئے کہ آپ مجھ گنہگار کے پاس کیوں آئے اور اگر واقعی کسی بڑے زاہد کی جستجو میں ہیں تو اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جایئے۔‘ لیکن جب بلندی کی وجہ سے آپ کا وہاں پہنچنا ناممکن نظر آیا تو اس نوجوان نے خود ہی ان بزرگ کا قصہ شروع کر دیا۔ اس نے بتایا کہ ’پہاڑ کی چوٹی پر جو بزرگ ہیں ان سے ایک دن کسی نے یہ کہہ دیا کہ روزی محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ بس اس دِن سے انہوں نے یہ عہد کر لیا کہ جس روزی میں مخلوق کا ہاتھ ہوگا وہ استعمال نہیں کروں گا اور جب بغیر کچھ کھائے دِن گزر گئے تو اللہ عزّ وجل نے شہد کی مکھیوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے گرد رہ کر انہیں شہد مہیا کرتی رہیں، چنانچہ ہمیشہ وہ شہد ہی استعمال کرتے ہیں۔‘

یہ سن کر حضرتِ سیِّدنا ذوالنون علیہ الرحمۃ نے دَرسِ عبرت حاصل کیا اور اسی وَقت تائب ہو کر عبادت و ریاضت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب سیزدھم، ذکر ذوالنون مصری، ج ۱، ص ۱۱۲-۱۱۳)

﴿48﴾ ایک تاجر کی توبہ

حضرتِ سیِّدنا ابو علی شفیق بلخی علیہ الرحمۃ ایک خاص واقعہ سے متاثر ہو کر تائب ہوئے۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ آپ بغرضِ تجارت ترکی پہنچے تو وہاں کا ایک مشہور بت کدہ دیکھنے پہنچ گئے اور وہاں ایک پجاری سے فرمایا کہ ’تجھے قادر و زِندہ خدا کو نظر انداز کر کے ایک بے جان بت کی پوجا کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی؟‘ اس نے جواب دیا کہ ’آپ جو حصولِ رزق کے لئے دُنیا بھر میں تجارت کرتے پھرتے ہیں اس سے ندامت نہیں ہوتی اور کیا آپ کا خالق گھر بیٹھے روزی پہنچانے پر قادر نہیں ہے؟‘

یہ سن کر اسی وَقت وطن واپس لوٹے تو کسی نے راستہ میں پیشہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجارت کرتا ہوں۔ اس نے طعنہ دیا: ’آپ کے مقدر کا جو کچھ ہے وہ تو گھر بیٹھے بھی میسر آ سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شاید آپ خدا عزّ وجل کے شکر گزار نہیں ہیں۔‘

اس واقعہ سے آپ اور زِیادہ متاثر ہوئے۔ جب گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ شہر کے ایک سردار کا کتا گم ہو گیا ہے اور شبہ میں آپ کے ہمسایہ کو گرِفتار کرلیا گیا ہے۔ آپ نے سردار کو یہ یقین دِلا کر کہ تمہارا کتا تین دِن کے اندر مل جائے گا اپنے ہمسایہ کو رہا کروایا۔ جس نے کتا چوری کیا تھا وہ تیرے دِن آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ نے سردار کے یہاں کتا بھجوا کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ذکر شفیق بلخی، ج ۱، ص ۱۸۰-۱۸۱)

﴿49﴾ کفن چور کی توبہ

حضرتِ سیِّدنا حاتم اصم علیہ الرحمۃ نے بلخ میں دَورانِ وعظ فرمایا کہ 'اے خدا عزوجل! اس مجلس میں جو سب سے زِیادہ گنہگار ہو اس کی مغفِرت فرمادے۔' اتفاق سے وہاں ایک کفن چور بھی موجود تھا۔ جب رات کو اس نے کفن چوری کرنے کے لیے ایک قبر کو کھولا تو ندا آئی کہ 'آج ہی تو حاتم علیہ الرحمۃ کے صدقہ میں تیری مغفِرت ہوئی تھی اور آج ہی تو پھر ارتکابِ معصیت کیلئے آپہنچا۔' یہ ندا سن کر وہ ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب بیست و هفتم، ذکر حاتم اصم، ج ۱، ص ۲۲۲)

﴿50﴾ رقص و سرور میں مصروف لوگوں کی توبہ

حضرتِ سیِّدنا معروف کرخی علیہ الرحمۃ کچھ لوگوں کے ہمراہ جارہے تھے کہ راستے میں ایک مجمع رقص وسُرور اور مے نوشی میں مصروف تھا جب آپ کے ہمراہیوں نے ان کے حق میں بددعا کرنے کی درخواست کی تو فرمایا، 'اے اللہ عزوجل! جس طرح تو نے آج انہیں بہتر عیش دے رکھا ہے آئندہ اس سے بھی بہتر عیش ان کو عطا فرماتے رہنا۔' اس کے ساتھ ہی وہ مجمع شراب و رباب کو پھینک کر آپ کے سامنے آیا اور بیعت حاصل کر کے بُرے افعال سے تائب ہو گیا اس کے بعد آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ 'جو شرنی سے مر سکتا ہے وہ اس کو زہر دینے سے کیا حاصل؟' (تذکرۃ الاولیاء، باب بیست ونهم، ذکر معروف کرخی، ج ۱ ص ۲۴۲)

﴿51﴾ عقلمند باپ کے بیٹے کی توبہ

منقول ہے کہ ایک عقلمند شخص کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹے کو بلوایا اور اسے الوداعی نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ 'بیٹے! اگر کبھی تیرا شراب پینے کو دِل کرے تو پہلے شراب خانے جا کر کسی شرابی کو دیکھ لینا، اگر جوا کھیلنے کو دِل چاہے تو پہلے کسی ہارے ہوئے جواری کا مشاہدہ کر لینا اور کبھی زِنا کو دِل کرے تو بالکل صبح کے وَقت طوائف خانے جانا۔'

اس کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد لڑکے کے دِل میں شراب پینے کا خیال پیدا ہوا، باپ کی نصیحت کے مطابق وہ نوجوان ایک شرابی کے پاس پہنچا جو نشے میں دُھت ایک نالی میں گرا ہوا تھا، اس کی یہ عبرت ناک حالت دیکھ کر اس کے دِل میں خیال پیدا ہوا کہ 'اگر میں نے بھی شراب پی تو میرا بھی یہی حشر ہو گا۔' یہ خیال آتے ہی اس نے شراب پینے کا اِرادہ ترک کر دیا۔

پھر ایک مرتبہ شیطان نے اسے جوئے کی ترغیب دِلائی، حسبِ وصیّت یہ پہلے ایک ہارے ہوئے جواری کے پاس پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ ہار جانے کے باعث وہ جواری شدید رنج وغم میں گرفتار تھا اور اس کی حالت نہایت قابلِ رحم ہورہی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر اسے بھی اپنے بارے میں یہی خوف پیدا ہوا، اور یوں جوئے سے بھی باز آ گیا۔

پھر کچھ عرصے بعد نفس نے زِنا کی خواہش کا اِظہار کیا، اس مرتبہ بھی یہ حسبِ نصیحت صبح کے وقت طوائف خانے جا پہنچا۔ جب دروازہ بجایا تو کچھ دیر بعد ایک طواف باہَر آئی، نیند سے بیدار ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں گندگی بھری ہوئی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، بغیر سرخی پاؤڈر کے چہرے بالکل بے رونق نظر آرہا تھا اور اس پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی، تروتازگی نام کو نہ تھی، مُنہ سے بدبو کے بھبکے اُڑ رہے تھے، اس نے میلا کچیلا لباس پہن رکھا تھا جس سے پسینے کی بو بھی محسوس ہورہی تھی، گویا کہ شام کو ملمع کاری کرکے 'شکار' کو اپنی جانب راغب کرنے والی 'حور پری' اس وقت غلاظت کا ایک ڈھیر نظر آرہی تھی۔ طوائف کا یہ بھیانک حلیہ دیکھ کر اس نوجوان کے دِل میں زنا سے کراہیت پیدا ہوگئی اور اس نے اپنے اِرادے سے ہمیشہ کیلئے توبہ کرلی۔ (ماخوذ از 'میٹھا زہر'، ص ۱۷۴)

﴿52﴾ شرابی وزیر کے مصاحب کی توبہ

ایک مرتبہ ایک شرابی وزیر کا مصاحب ابو الفضل دیلمی جو خود بھی شراب پیتا تھا، حضرتِ سیّدنا قطب الدین اولیا ابو اسحٰق ابراہیم علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا کہ 'شراب نوشی سے توبہ کرلے۔' اس نے جواب دیا: 'میں ضرور تائب ہوجاتا لیکن جب وزیر کی مجلس میں دورِ جام چلتا ہے تو مجبوراً مجھ کو بھی پینی پڑتی ہے۔' آپ نے فرمایا: 'جب اس محفل میں تجھے شراب نوشی پر مجبور کیا جائے تو میرا تصوّر کرلیا کرو۔' چنانچہ جب وہ توبہ کرکے گھر پہنچا تو دیکھا کہ تمام جام شکستہ پڑے ہیں اور شراب زمین پر بہہ رہی ہے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوا، اور وزیر کے پوچھنے پر پورا واقعہ بیان کردیا اس کے بعد سے وزیر نے کبھی اس کو شراب نوشی پر مجبور نہیں کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب نودم ذکر شیخ ابو اسحٰق شہریار، ج ۲، ص ۲۴۷)

﴿53﴾ سنگین جرائم میں ملوث شخص کی توبہ

ایک مرتبہ کوئی اسلامی بھائی ایسے شخص کو امیرِ اہلِ سنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کی بارگاہ میں لے کر آئے جو انتہائی سنگین نوعیت کے جرائم میں ملوث تھا حتیٰ کہ تین قتل بھی کرچکا تھا اور جیل میں سزا بھی کاٹ چکا تھا۔ اس نے امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں اپنی داستان عرض کی اور کہنے لگا کہ 'میں اپنی بقیہ زِندگی عیسائی بن کر گزارنا چاہتا ہوں لیکن آپ کا یہ اسلامی بھائی بہت اصرار کرکے مجھے آپ کے پاس لایا ہے۔ لہٰذا اگر آپ مجھے مطمئن کردیں تو ٹھیک، ورنہ (معاذ اللہ) میں صبح گھر جا کر باقاعدہ عیسائی مذہب اختیار کرلوں گا اور پھر سے جرائم کی دُنیا میں مصروف

ہو جاؤں گا۔' بانیِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی نے بڑی توجہ کے ساتھ اس کی باتیں سننے کے بعد بڑے پیار اور شفقت بھرے لہجے میں اس پر انفرادی کوشش شروع کی۔ مَدَنی مٹھاس سے لبریز کلمات گویا تاثیر کے تیر بن کر اس کے جگر میں پیوست ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ شخص امیرِ اہلِ سنّت کی دَست بوسی کرتا ہوا نظر آیا۔ الحمدللہ عزوجل وہ عیسائی بننے کے اِرادے سے بھی باز آ گیا، مگر چونکہ وہ عیسائی بننے کا اِرادہ کر چکا تھا، اس لئے شرعی حکم کے مطابق وہ مرتد ہو چکا تھا، لہٰذا آپ نے اسے توبہ کروائی اور از سرِ نو مسلمان کیا۔ پھر اس نے آپ کے دستِ مبارَک پر بیعت ہو کر شہنشاہِ بغداد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔ (انفرادی کوشش، ص ۱۱۱)

﴿54﴾ ایک دھریئے کی توبہ

۱۴۰۶ھ میں امیرِ اہلسنّت، حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال محمد الیاس قادری مدظلہ العالی پنجاب کے مَدَنی دَورے پر تھے کہ ساہیوال میں آپ کی مُڈبھیڑ ایک دہریہ سے ہوگئی۔ وہ اپنے عقائد و نظریات میں بہت پختہ دِکھائی دیتا تھا، لہٰذا بحث مباحثہ کی بجائے آپ نے اس اُمّید پر اسے کافی محبت و شفقت سے نوازا کہ ہو سکتا ہے کہ حُسنِ اَخلاق سے متاثر ہو کر وہ عقائدِ باطلہ سے تائب ہو جائے۔ آپ کو پاکپتن شریف میں منعقد ہونے والے اِجتماعِ ذِکر و نعت میں بیان کرنا تھا، لہٰذا وہ بھی آپ کے ہمراہ چلنے پر تیّار ہو گیا۔ بذریعۂ بس پاکپتن شریف پہنچنے کے بعد آپ نے حضرت سیِّدُنا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ پُر اَنوار پر حاضری دی۔ وہ دہریہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔ رات کے وَقت اِجتماعِ ذِکر و نعت میں آپ نے اپنے مخصوص انداز میں رِقّت انگیز دُعا کروائی۔ حاضرین پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ دورانِ دُعا آپ نے رو رو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی، 'یا اللہ عزوجل! راہِ حق کا ایک متلاشی ہمارے ساتھ چل پڑا ہے اور اس نے تیری بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا دیئے ہیں، اب تُو اس کا دِل پھیر دے اور اس کو نورِ ہدایت نصیب کر کے روشنی کا مینار بنا دے۔'

جب دُعا ختم ہوئی تو اس دہریہ نے آپ سے بڑی عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عرض کی، 'دورانِ دعا ایک انجانے خوف کے سبب میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے، اب میں نے توبہ کر لی ہے۔'' پھر اس نے آپ کے دستِ مبارَک پر دہریت سے باقاعدہ توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور آپ کے ذَرِیعے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا پٹا بھی اپنے گلے میں ڈال لیا۔ (انفرادی کوشش، ص ۱۰۱)

﴿55﴾ قادیانی پروفیسر کی توبہ

ایک مرتبہ امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی کی بارگاہ میں ایک مکتوب پہنچا جس میں کسی پروفیسر نے کچھ اس طرح سے لکھا تھا کہ میں قادیانی مذہب سے تعلّق رکھتا ہوں اور ایک بڑے عہدے پر فائز ہوں، میں اب تک ستّر مسلمانوں کو گمراہ کر کے قادیانی بنا چکا ہوں۔ سردار آباد (فیصل آباد) میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے اِجتماع میں تنقیدی ذِہن لے کر شریک ہوا لیکن آپ کا بیان سن کر دِل کی دُنیا زیر و زَبر ہو گئی پھر کسی مبلغ نے آپ کے بیانات کی کیسٹیں تحفے میں دیں۔ دِل کی کیفیات تو ایک بیان سن کر ہی بدل چکی تھیں مگر جب کیسٹیں سنی تو لرز اُٹھا اور ساری رات روتا رہا، اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟' بانیِ دعوتِ اسلامی نے اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے بلا تاخیر مکتوب روانہ فرمایا کہ فوراً (ہاتھوں ہاتھ) توبہ کر کے اِسلام قبول کر لیجئے اور جتنے مسلمانوں کو (معاذ اللہ عزوجل) مُرتَد کیا ہے انہیں مسلمان بنانے کی کوئی صورت نکالئے۔' الحمدللہ عزوجل جب یہ مکتوب اس پروفیسر تک پہنچا تو آپ کی انفرادی کوشش کی بَرَکت سے اس نے فوراً توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ (انفرادی کوشش، ص ۱۱۱)

دُعا

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں سچی توبہ کی توفیق دے، اپنا خوف اور اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عشق عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے ذَرِیعۂ نَجات بنائے۔ آمین بجاہِ النّبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ماخذ و مراجع

١۔ صحیح البخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت

٢۔ سنن ابی داؤد، داراحیاء التراث العربی، بیروت

٣۔ المسند لامام احمد بن حنبل، دارالفکر، بیروت

٤۔ جامع الترمذی، دارالفکر، بیروت

٥۔ مجمع البحرین، دارالکتب العلمیہ، بیروت

٦۔ شرح السنّۃ، دارالکتب العلمیہ، بیروت

٧۔ السنن الکبریٰ، دارالمغنی

٨۔ الترغیب والترھیب، دارالکتب العلمیہ، بیروت

٩۔ حلیۃ الاولیاء، دارالکتب العلمیہ، بیروت

١٠۔ شعب الایمان، دارلکتب العلمیہ، بیروت

١١۔ مشکوۃ المصابیح، دارالفکر، بیروت

١٢۔ احیاء العلوم الدین، دارصادر، بیروت

١٣۔ مکاشفۃ القلوب، دارلکتب العلمیہ، بیروت

١٤۔ کتاب التوابین، دارالکتب العلمیہ، بیروت

١٥۔ کیمیائے سعادت، انتشارات، گنجینہ، بیروت

١٦۔ منہاج العابدین، مؤسسۃ السیروان، بیروت

١٧۔ تذکرۃ الاولیاء، انتشارات گنجینہ، تہران

١٨۔ تنبیہ الغافلین، المکتبۃ الحقّانیۃ، پشاور

١٩۔ اولیائے رجال الحدیث ضیاء الدین پبلیکشنز، کراچی

٢٠۔ حکایاتِ الصالحین، ضیاء القرآن، لاہور

٢١۔ روض الریاحین، دارابشائر، شام

٢٢۔ درۃ الناصحین، دارالفکر، بیروت

٢٣۔ ذمّ الھوی، دارالبشائر، شام

٢٤۔ میٹھا زہر، مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور

٢٥۔ فتاویٰ رَضَویہ (قدیم) مکتبہ رضویہ کراچی لاہور

٢٦۔ بہارِ شریعت، مکتبہ رضویہ، کراچی

٢٧۔ رسالہ ٢٨ کلماتِ کُفر، مکتبۃ المدینہ، بابُ المدینہ، کراچی

٢٨۔ فیضانِ سنّت، مکتبۃ المدینہ، کراچی

٢٩۔ میں سدھرنا چاھتا ہوں، مکتبۃ المدینہ، کراچی